50

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جون2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال14-2013 پر عام بحث"

52

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

جمعرات،20۔جون2013

(یوم الخمیس،10۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر58منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ
أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ
أَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾
الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾
وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

سورة الحِجر آیات92تا99

تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان سے ضرور پرسش کریں گے(92)ان کاموں کی جو وہ کرتے رہے(93)پس جو حکم تم کو (اللہ کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو) سنادو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو(94)ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لئے جو تم سے استہزاء کرتے ہیں کافی ہیں(95)جو اللہ کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ سو عنقریب ان کو (ان باتوں کا انجام) معلوم ہو جائے گا(96)اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے(97)تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور (اس کی) خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو(98)اور اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آ جائے(99)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لو مدینے کی تجلی سے لگائے ہوئے ہیں
دل کو ہم مطلع انوار بنائے ہوئے ہیں
کشتیاں اپنی کنارے سے لگائے ہوئے ہیں
کیا وہ ڈوبیں جو محمد ﷺ کے ترائے ہوئے ہیں
سر پہ رکھ دیجئے ذرا دست تسلی آقا ﷺ
غم کے مارے ہیں زمانے کے ستائے ہوئے ہیں
حاضر و ناظر و نور و بشر و غیب کو چھوڑ
شکر کر وہ تیرے عیبوں کو چھپائے ہوئے ہیں
کیوں نہ پلڑا تیرے اعمال کا بھاری ہو نصیر
اب تو میزان پر سرکار ﷺ بھی آئے ہوئے ہیں

اطلاع

ہائیکورٹ ملتان بنچ کی جانب سے معزز ممبر
سردار میر بادشاہ خان قیصرانی کی رہائی کی اطلاع

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ایک intimation ہے۔

Intimation regarding release of Sardar Meer Badshah Khan Qaisraani, MPA under Rule 78 of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997:

> The Honourable Lahore High Court Multan Bench, vide its judgement dated 10-06-2013 accepted the criminal appeal No. 257/2013 of Sardar Meer Badshah Khan Qaisraani, MPA who was sentenced by District Session Judge Dera Ghazi Khan for 2 years R.I with a fine amounting to Rs 5000; in case of FIR No. 37/2012 dated 06-02-2012 for offence under section 82/94 read with Section 78 (3) of the Representation of the People Act 1976 read with Section 471, 199 and 200 PPC registered at Police Station City Taunsa, Tehsil Taunsa, District Dera Ghazi Khan.

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب وہ اس ایوان کے معزز ممبر ہیں کیونکہ یہ کورٹ کی طرف سے فیصلہ آ چکا ہے، وہ یہاں تشریف رکھیں اور کارروائی میں حصہ لیں۔ اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 14-2013 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 24۔ جون 2013 تک جاری رہے گی۔ میری کوشش ہو گی کہ ہر ممبر کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم ممبران سے بھی گزارش ہے کہ کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کریں۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور وہ اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مع تاریخ سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں اور میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جہاں یہ بات بہت خوشی کی ہے کہ ایوان میں بیٹھے ہوئے یہ نمائندے جو پنجاب کے دس کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں انہیں آئندہ مالی سال کے لئے بجٹ پاس کرنا ہے اور آج اس بجٹ پر بحث کا آغاز ہو رہا ہے افسوس اس بات کا ہے کہ ہم لوگ حق نمائندگی ادا نہیں کر پائیں گے کیونکہ یہ بجٹ جس پر آج بحث ہونے جا رہی ہے اس کی تیاری میں، اس کی ترجیحات میں اور اس کی تکمیل میں کسی منتخب نمائندے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ یہ بیس بیس کلو وزنی کتابیں جو دو دن پہلے ہمیں تھما دی گئیں، دو دن تو ان وزنی کتابوں کے ورق الٹنے میں گزر جائیں گے اور کچھ پتا نہیں چلے گا کہ الفاظ کے اس گورکھ دھندے میں بیوروکریٹس نے پنجاب کے دس کروڑ عوام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دنیا کے اکثر ممالک کی پارلیمنٹ میں بجٹ کی تیاری کا مرحلہ چھ ماہ پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ مختلف محکمے بجٹ سے متعلق اپنی ترجیحات، targets اور تجاویز compile کر کے منتخب نمائندوں کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس بھجواتے ہیں۔ وہ سٹینڈنگ کمیٹیاں جو elected ہوتی ہیں ان کے نمائندوں کے پاس وہ proposals آتی ہیں، ان پر سٹینڈنگ کمیٹیاں غور و فکر کرتی ہیں، اس کو vet کرتی ہیں اور وہ ترجیحات کو تبدیل کر سکتی ہیں۔ وہ کمیٹیاں اپنا political ایجنڈا، اپنا پروگرام، اپنا منشور، اپنے وعدے، اپنی باتیں، لوگوں کے مسائل، لوگوں کے جذبات، لوگوں کے احساسات اور لوگوں کی خواہشات

کے مطابق بجٹ کو ترتیب دیتی ہیں۔ وہ بجٹ کی تجاویز واپس بیوروکریٹس اور سرکاری اہلکاروں کے پاس جاتی ہیں اور پھر فائنل شکل میں اس ایوان کے پاس آتی ہیں جہاں ایوان اس کو پاس کرتا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمیں کہا گیا کہ چار دنوں میں اس کو نمٹانا ہے اور آٹھ دنوں میں اس کا تیاپانچا کرنا ہے کہ پنجاب کے اندر یہ اربوں کھربوں روپے کہاں سے آئے اور کہاں جانے ہیں؟ ہم نے دو دو، تین تین منٹ میں اپنا اظہار خیال کرنا ہے اور پھر اس بجٹ کو ہر حال میں آئندہ ایک ہفتے کے اندر پاس کرنا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ میری کوشش ہوگی اور خواہش ہوگی کہ ہم سب لوگ خواہ اپوزیشن یا ٹریژری بنچوں کے ہوں اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کیونکہ ہم سب عوام کے منتخب نمائندے ہیں اگر Rules of Business میں تبدیلی کی ضرورت ہے تو وہ کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس میں عوامی نمائندوں کی ترجیحات، ان کا پروگرام، ان کا ایجنڈا، ان کا منشور اور ان کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بجٹ ترتیب دیا جائے پھر وہ ایوان میں آئے اس کی ہم approval دیں تو پھر ہم اپنے اپنے علاقے، اپنی اپنی عوام کا حق نمائندگی ادا کر پائیں گے۔ بہر حال میں اس بجٹ پر بات کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ جناب وزیر خزانہ نے یہ تاثر دیا اور بار بار کہا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ عجیب بات ہے کہ ان ہی کی اپنی تقریر میں اور بجٹ کے اندر 31۔ ارب روپیہ direct taxes کی مد میں لگایا گیا جو کہ 30 فیصد اضافہ ہے۔ انہوں نے 89۔ ارب روپیہ indirect taxes میں لگایا اور یہ اضافہ 48 فیصد ہے۔ یہ اضافے اور اس کے بعد یہ کہنا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اس میں بہت بڑا تضاد ہے۔ پانچ مرلے کے گھروں پر ٹیکس لگانا یہ ظلم عظیم ہے۔ اگر کسی نے دس بیس سال پہلے دو کنال کا گھر بنا لیا یا inheritance میں اس کو وہ گھر مل گیا تو اب آپ اس سے ایک جگا ٹیکس وصول کر رہے ہیں کہ آپ پانچ لاکھ روپے دیں، آپ دس لاکھ روپے دیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی criteria نہیں ہے۔ آپ ٹیکس نیٹ کو اس طرح سے وسیع نہیں کر سکتے کہ آپ ان لوگوں سے جن کے پاس شاید آج سفیدی کرانے کے پیسے بھی نہ ہوں۔ ہاں یہ بات سمجھ میں آتی تھی کہ اگر وزیر خزانہ آئندہ کے لئے کہتے کہ جو دو کنال کا گھر بنائے گا اس کو پانچ لاکھ روپے دینے پڑیں گے، جو چار کنال کا گھر بنائے گا اس کو دس لاکھ روپے دینے پڑیں گے اور جو آٹھ کنال کا گھر بنائے گا اس کو بیس لاکھ روپے دینے پڑیں گے یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن آپ لاہور شہر کے پوش ایریا کو چھوڑ دیجئے۔ اگر آپ ڈیفنس، ماڈل ٹاؤن یا گلبرگ کے لوگوں کو کوئی سزا دینا چاہتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی ذہن میں رکھنا ہوگا کہ لاہور کے مضافات میں اکثر لوگوں کے پاس دو دو کنال کے گھر ہیں۔ اس کو آپ کس طرح سے justify کریں گے

کیا آپ ان لوگوں سے پانچ لاکھ روپیہ فی گھر کے حساب سے ٹیکس لگائیں گے میرا خیال ہے کہ اس کی کوئی justification نہیں بنتی۔

جناب سپیکر! ADP میں اس سال 14-2013 میں 290۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں آپ کو ذرا ماضی کی طرف لے جاؤں گا کہ 12-2011 میں ADP کے لئے 220۔ارب روپے رکھے گئے جبکہ صرف 136۔ارب روپیہ utilize ہو سکا یعنی 62 فیصد فنڈز استعمال ہوئے اور باقی فنڈز استعمال نہیں ہو سکے۔ اسی طرح 13-2012 میں ADP کے لئے 250۔ارب روپیہ رکھا گیا جبکہ صرف 137۔ارب روپیہ استعمال ہوا یعنی 55 فیصد فنڈز utilize ہو سکے۔ انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر recent past کے دو سالوں میں محکموں میں اتنی capacity اور صلاحیت نہیں ہے کہ وہ ADP کے تحت fix ہونے والے بجٹ کو utilize کر سکیں تو کیا جواز ہے کہ آپ آئندہ 290۔ارب روپے اس مد میں رکھ رہے ہیں؟ افسوس کی بات یہ ہے کہ جو فنڈز بچے تھے یعنی 13-2012 میں جو ہم نے صرف 55 فیصد استعمال کئے اور 12-2011 میں 62 فیصد استعمال کئے تو بقایا پیسوں کو current expenditure کے طور پر استعمال کر لیا گیا۔ یہ بہت ہی زیادتی ہے اور میں یہ کہوں کہ اگر ہمارا صوبہ بد قسمتی سے، یہاں بہت باتیں ہوتی ہیں کہ پنجاب میں دودھ اور شہد کی نہریں ہیں، ہمارا صوبہ روز افزوں بڑی ترقی کر رہا ہے۔ اس وقت صوبہ پنجاب 445۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ 4 کھرب 45۔ارب روپے کا مقروض ہے اور اس میں سے 90 فیصد حصہ بیرونی قرضوں کا ہے۔ یہ white paper صفحہ نمبر 77 میں درج ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ADP کو utilize نہیں کر سکتے، آپ میں استعداد اور صلاحیت نہیں ہے تو پھر اس کو اپنے current expenditures پر خرچ کرنے کا کوئی جواز نہیں، یہ رقم آپ بیرونی قرضے اور قرضوں کی لعنت سے چھٹکارا پانے کے لئے استعمال کریں۔ اس رقم سے آپ اپنے قرضوں کو اتاریں اور اس سے اپنے اللے تللے اور اپنے current expenditures کو پورا کرنے کے لئے کسی کو بھی کسی صورت میں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے اس سال 101۔ارب 6 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں نے بار بار اس figure کو چیک کیا، ABS میں چیک کیا، white paper میں چیک کیا اور وزیر خزانہ کی پوسٹ بجٹ کی تقریر میں بھی چیک کیا لیکن میری پریشانی دور نہیں ہو سکی۔ پچھلے سال اس مد میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے 23۔ارب 38 کروڑ روپے رکھے گئے۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں یہ 78۔ارب روپے کا اتنا بڑا

jumpوہ کس لئے ہے؟ یہ وزیر خزانہ ہی بتا سکتے ہیں۔ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے یہ 78۔ارب روپے انہوں نے کس لئے زائد رکھا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بجٹ میں پبلک آرڈر اینڈ سیفٹی کے لئے 93۔ارب 71 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس رقم سے پولیس کو 76.3 فیصد یعنی تقریباً 63۔ارب روپیہ دیا جائے گا جبکہ پونے دو ارب روپے کا مزید اضافی بجٹ بھی انہیں دیا گیا ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب کی یہ پولیس جس کو عوام کے خون پسینے کی کمائی سے ہم اربوں روپے دے رہے ہیں اس کی کارکردگی کیا ہے؟ آپ facts and figures اٹھا کر دیکھ لیجئے پچھلے پانچ سالوں میں پنجاب کے اندر 30 ہزار افراد قتل ہوئے ہیں، کسی مہذب دنیا میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ لاء اینڈ آرڈر، enforcement agencies اور پولیس جس کو آپ پونے کھرب روپے اور اربوں روپے دیں، میں تھوڑا سا recent past پر آپ کو لے جاؤں گا اور میں نے پولیس کی official website سے جو ڈیٹا لیا ہے وہ میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اتنی خطیر رقم کے باوجود پولیس اس صوبے کے عوام کے جان و مال کے تحفظ میں بُری طرح سے ناکام ہے۔ جنوری تا دسمبر 2011 پنجاب میں قتل کی وارداتیں 6 ہزار، جنوری تا دسمبر 2012 میں قتل کی وارداتیں 6312 ہوئیں۔ یعنی پچھلے سال 6 ہزار تھیں اور اگلے سال 6312 ہو گئیں۔ جنوری تا دسمبر 2011 میں اقدام قتل یا قتل کی کوشش کی وارداتیں 600 تھیں اور 2012 میں جا کر یہ وارداتیں 7600 ہو گئیں۔ 2011 میں شدید زخمی جن لوگوں کو کیا گیا وہ پورے سال میں 1888 تھے جبکہ 2012 میں یہ بڑھ کر 20 ہزار ہو گئے۔ اغواء برائے تاوان، 2011 کے پورے سال میں اغواء برائے تاوان کی وارداتیں 7732 ہوئیں جبکہ 2012 میں تقریباً اُن میں 100 فیصد اضافہ ہو گیا یعنی 15562 کیسز اغواء برائے تاوان کے درج ہوئے۔ اسی طرح ریپ کے 791 کیسز اور 2012 میں 2666 کیسز، گینگ ریپ کے 2011 پورے سال میں 46 کیسز اور 2012 پورے سال میں 2013 کیسز درج ہوئے یہ وہ حقائق ہیں جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں کہ سال بہ سال کرائم ریٹ ڈبل ہو رہا ہے۔ ڈکیتی، گینگ ریپ، چوری، ڈاکے اور قتل ان کی ساری وارداتیں، کہیں اور سے میں نے یہ ڈیٹا نہیں لیا بلکہ یہ پولیس کی جو official website ہے میں نے وہاں سے لیا ہے جو میں ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر ہونا چاہئے اور ہمیں یہ بھی فیصلہ کرنا ہو گا کہ یہ جو FIRs درج نہیں ہوتیں، ہم کیوں online FIRs درج نہیں کرواتے؟ ایک شہری جو تھانوں کے چکر کاٹتا ہے پھر ایم پی ایز اور ایم این ایز کو ڈھونڈتا ہے کہ میرے ساتھ یہ زیادتی

ہو گئی، یہ واقعہ ہو گیا، میری چوری ہو گئی یا ڈاکا پڑ گیا اور پولیس والے میری FIR درج نہیں کرتے۔KPK میں PTI کی گورنمنٹ نے یہ کیا ہے اور online FIR system کو رائج کیا ہے اور پنجاب میں بھی ہمیں اس سسٹم کو رائج کرنا چاہئے تاکہ پولیس پر بھی پریشر کم رہے اور عوام کو اطمینان ہو سکے۔

جناب سپیکر! ایک بڑی دلچسپ بات اس بجٹ books کی study کے دوران نظر آئی، ABS صفحہ نمبر 34 کے مطابق Forensic Science Laboratory کے لئے 13-2012 کے بجٹ میں 2 کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی گئی تھی اب تک اس پر 20 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور آئندہ مالی سال میں اس کے لئے مزید 66 کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی گئی ہے۔ حیران کن بات ہے یہ Forensic Science Laboratory جس کے ہوتے ہوئے کتنی قتل، ڈکیتی، چوری کی وارداتیں trace ہوئی ہیں، جرائم میں کتنی کمی واقع ہوئی ہے اور کہیں یہ سائنس لیبارٹری نے پچھلے الیکشن میں تو ہاتھ نہیں دکھایا؟ یہاں تو کوئی کام نہیں ہوتا رہا کہ اس پر اتنی مہربانی ہے کہ 66 کروڑ روپے اس کو مزید دے دیئے گئے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی effectiveness and efficiency کو چیک کیا جائے۔ جہاں پر ہم اتنے کروڑوں روپے رکھ رہے ہیں وہاں اس سے ہونے والے جو فوائد ہیں ان پر بھی ہماری نظر ہونی چاہئے۔ لاء اینڈ آرڈر کے ضمن میں فورس کے لئے جو ہم نے فنڈز مخصوص کئے ہیں وہ ساڑھے دس ارب روپے ہیں اور ٹوٹل یہ 11 فیصد بنتے ہیں جو اس مد میں رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رقم ناکافی ہے۔ سستے اور فوری انصاف کے لئے ہمیں مزید فورس کو قائم کرنا ہو گا اور میں پھر خیبر پختون خواہ کا reference دوں گا کہ وہاں پر ہم نے موبائل کورٹس کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ کاش! ہم پنجاب کے اندر بھی سستے اور فوری انصاف کے لئے موبائل کورٹس کے قیام کا یہاں پر اعلان کریں اور اس کے لئے ہم بجٹ کے اندر مزید رقم مختص کریں۔

جناب سپیکر! بہت چرچا ہوا، پنجاب میں تعلیم کے لئے بہت کوششیں ہو رہی ہیں اور پنجاب تعلیم میں بہت آگے جا رہا ہے لیکن بجٹ دستاویز اس سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اس سال کا جو کل بجٹ ہے اس 871۔ارب 95 کروڑ روپے میں سے 210۔ارب روپیہ تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ وزیر خزانہ کی تقریر کے مطابق 210۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے، یہ ٹوٹل بجٹ کا 24 فیصد بنتا ہے۔ اس سے پچھلے بجٹ کی طرف میں آپ کو لے چلتا ہوں، پچھلے سال یہ رقم 195۔ارب روپے تھی ٹوٹل بجٹ 783۔ارب روپے اس میں سے تعلیم کے مختص 195۔ارب روپے اور اس کی percentage نکال

لیجئے تو 24 فیصد بنتا ہے۔کیا فرق ہے، کیا اضافہ کیا گیا اور کیا بہتری ہوئی؟ جو پچھلے سال آپ نے اس annual development میں 24 فیصد رکھا تھا اسی کے مطابق اب آپ 24 فیصد ایجوکیشن کو دے رہے ہیں اور بد قسمتی سے تعلیم کا وہ شعبہ یا وہ حصہ جس پر سب سے زیادہ توجہ کی ضرورت تھی اس میں صرف 2.44 فیصد یعنی پرائمری ایجوکیشن کے لئے صرف اڑھائی فیصد رقم رکھی گئی ہے جو کہ انتہائی کم ہے۔اس وقت پنجاب کے اندر 77 لاکھ سے زائد بچے سکول جانے کی عمر کے ہیں جنہیں تعلیم کی سہولتیں میسر نہیں جبکہ آئین کا آرٹیکل (A)25 یہ کہتا ہے کہ ہر پاکستانی اور ہر شہری کو تعلیم کی سہولت بہم پہنچانا حکومت اور سرکار کی ذمہ داری ہے۔اس حوالے سے میں ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر بہت ڈھنڈورا پیٹا گیا لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس پنجاب کے اندر یکساں نظامِ تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہم تین طرح کے طبقات پیدا کر رہے ہیں۔ایک طرف ایلیٹ سکول ہے، گرائمر سکول ہے، ایچی سن سکول ہے، امریکن سکول ہے، Choueifat School ہے، دوسری طرف عام سرکاری سکول ہیں جسے ہم ٹاٹ سکول کہتے ہیں اور تیسری طرف دینی مدارس میں پڑھنے والے لوگ ہیں۔خدارا! اس صوبے کے اندر یکساں نظامِ تعلیم کو لے کر آیئے تاکہ ایک قوم پیدا ہو، مختلف طبقات پیدا نہ ہوں اس پر ہمیں بہت زیادہ توجہ دینی ہو گی۔ایک انتہائی مضحکہ خیز بات جو وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں اس سال بھی کہی اور پچھلے سال بھی کہی تھی کہ جو ایلیٹ سکول ہیں ہم انہیں مجبور کریں گے کہ وہ دس فیصد غریب بچوں کو بھی داخلہ دیں اور ان کے تعلیمی اخراجات برداشت کریں۔یہ عجیب بات ہے، پچھلے سال بھی آپ نے کہا، میرا چیلنج ہے کوئی ایک سکول لاہور میں دِکھا دیں کسی نے دس بچے بھی داخل کئے ہوں؟ نہیں کئے۔اس دفعہ پھر یہ ڈرامہ کیا گیا کہ دس فیصد بچوں کو داخلہ دلوائیں گے۔بھئی! کیوں وہ وہاں پر دس فیصد بچے داخل کریں؟ وہ وہاں پر اپاہج ہو جائیں، ذہنی مریض بن جائیں، وہ خیراتی مسکینوں کی طرح ایلیٹ سکول میں جا کر تعلیم حاصل کریں۔اس کا کوئی جواز نہیں بنتا کہ اس طرح کی بات اتنے ذمہ دار فورم پر وزیر خزانہ کی طرف سے آئے کہ وہ بچے بھیک مانگنے والوں کی طرح وہاں پر جائیں، وہاں پر داخلہ لیں اور وہ سکول انہیں داخل کریں جبکہ ماضی میں بھی یہ نہیں ہوا، اس طرح کی بات ہمیں بجٹ میں نہیں کرنی چاہئے۔دانش سکول کے حوالے سے میں کہوں گا کہ:

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دِل کا
جو چیرا تو اِک قطرہ خون نکلا

دانش سکول، پچھلے سال ہم نے 2۔ارب روپے سے 8 سکول بنائے، اس سال 3۔ارب روپے سے 6 سکول بنیں گے۔ایک سال میں اتنی مہنگائی ہو گئی ہے کہ پہلے وہ سکول 25 کروڑ روپے کا بنتا تھا اب وہ سکول 50 کروڑ روپے میں بننا شروع ہو گیا ہے اس کا کوئی جواز نہیں بنتا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے حکمرانوں نے دانش سکول کی یہ جو رٹ لگا رکھی ہے خدارا! ان کو اس سے نکل جانا چاہئے۔دانش سکول میں ایک بچے پر آپ ماہانہ 16 ہزار روپے کی رقم خرچ کر رہے ہیں۔ایک عام پاکستانی، ایک مزدور، ایک کسان اور ایک ایگریکلچرسٹ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے جو بچے عام سکولوں میں پڑھتے ہیں ان کے اوپر یہ حکومت سالانہ پندرہ پیسے خرچ کر رہی ہے۔اتنا بڑا تفاوت، اتنی بڑی تفریق، آپ ایک نیا طبقہ پیدا کر رہے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک دانش سکول کی تعمیر پر جتنی رقم آپ نے خرچ کرنی ہے اس کے ذریعے آپ پانچ سو سکولوں کو اپ گریڈ کر سکتے ہیں۔ہم کیوں ان لاکھوں طلباء و طالبات کا خیال نہیں کرتے، ہم کیوں ان غریب کے بچوں کا خیال نہیں کرتے جن کے پاس وسائل نہیں ہیں اور دانش سکول میں آپ چند ہزار بچوں کو پڑھالیں گے وہ کروڑوں بچے جو پنجاب کے ہیں ان کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟ ان کے سکولوں کو کیوں facilitate نہیں کیا جا رہا، ان کے سکولوں میں اس طرح کا ماحول کیوں نہیں پیدا کیا جا رہا، ان کے سکولوں کی چار دیواریاں کیوں مکمل نہیں ہیں، ان کے سکولوں میں toilets کیوں نہیں ہیں، ان کے سکولوں میں کیوں اساتذہ پورے نہیں ہیں، ان کے سکولوں میں پنکھے کیوں نہیں لگے ہوئے ہیں، ان کو تعلیم کے لئے بنیادی سہولتوں سے کیوں محروم رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر! اقلیتوں کے بارے میں ہم نے بڑی باتیں سنیں۔بد قسمتی سے اقلیتوں کے لئے اس بجٹ میں سوائے طِفل تسلیوں کے کچھ نہیں رکھا۔مجھے ہمدردی ہے اپنے اقلیتی بھائیوں اور بہنوں سے جو اس ایوان میں بھی موجود ہیں، پچھلے سال بجٹ میں 32 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی اس سال صرف طِفل تسلیاں ہیں اور کوئی عملی قدم اقلیتوں کی ویلفیئر اور فلاح کے لئے نہیں رکھا گیا جو انتہائی قابل افسوس اور شرمناک ہے۔لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، پنجاب کی دس کروڑ عوام کے لئے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے شعبے میں ایک ارب 44 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔آپ مجھے بتائیے کہ ایک ارب 44 کروڑ روپے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے رکھے گئے، پینے کا خالص دودھ کہیں میسر نہیں، زہریلا ملاوٹ شدہ، پانی والا دودھ پنجاب کے کروڑوں عوام پینے پر مجبور ہیں۔اس کے ساتھ ہی گوشت جو غریب سوچ ہی سکتا ہے یا عید کے عید کھا سکتا ہے اب تقریباً ساڑھے چھ سو روپے فی کلو ہو گیا ہے۔یہ کس طرح کی حکومت ہے کہ عام آدمی کی ضروریات کے بارے میں انہوں نے آنکھیں بند کی

ہوئی ہیں؟میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ارب 44کروڑ روپے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے انتہائی ناکافی ہے،اس بجٹ میں کم از کم پانچ گنا اضافہ ہونا چاہئے تھا تاکہ خالص دودھ اور گوشت عام آدمی کی دسترس میں ہو سکے، وہ بھی کھا سکیں انہیں بھی پتا ہو کہ یہ ہمارا پنجاب ہے۔یہاں پر دودھ بھی ہوتا ہے یہاں پر گوشت بھی ہوتا ہے۔ میں اس دن قائد ایوان کی تقریر سُن رہا تھا، خاص طور پر وزیر خزانہ نے جب اگلے دن تقریر کی ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں بڑی خوشی کی بات ہے آپ نے جنوبی پنجاب کو ان کا حق دیا ہے لیکن کیا خیال ہے نارتھ پنجاب کے بارے میں، پوٹھوہار کے بارے میں، وہ آپ کے سوتیلے ہیں، ان کے لئے کوئی رقم کیوں نہیں رکھی گئی؟ یہ تفاوت، یہ تفریق، یہ تخصیص کس لئے ہے؟اس پر ہم protest کرتے ہیں کہ یہ جنوبی پنجاب کو آپ نے مخصوص کر کے جو وہاں پر پہلے مسائل چل رہے ہیں ان کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے یا ان کی ہوا کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں خوش کرنے کی کوشش کی ہے اور باقیوں کو ناراض کرنے کی کوشش بھی کی ہے اس لئے میں جناب وزیر خزانہ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے جنوبی پنجاب کے لئے یہ 93۔ارب روپے رکھے ہیں تو بہت اچھی بات ہے ان کو ڈویلپمنٹ ملنی چاہئے، ان کا احساس محرومی ختم ہونا چاہئے، ان کو بھی انفراسٹرکچر ملنا چاہئے، ان کو بھی صحت اور تعلیم کی سہولتیں ملنی چاہئیں لیکن پوٹھوہار والوں نے بھی کوئی قصور نہیں کیا، آپ ان کی طرف اور سنٹرل پنجاب کی طرف بھی توجہ دیں۔ ذرا لاہور سے نظریں اٹھائیں اور پنجاب کے ان حصوں پر بھی توجہ دیں، ان کے لئے بھی خصوصی طور پر کوئی فنڈز مخصوص کرنے چاہئیں۔یہاں پچھلے دنوں بلکہ کل رانا ثناء اللہ صاحب بھی یہ کہہ رہے تھے کہ ہم بلدیاتی انتخابات کروائیں گے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجٹ میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قول و فعل کا بہت بڑا تضاد ہے اور ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب تک grass root level پر، ہم جمہوریت کے Champion نہیں ہیں جو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم نے ٹھیکہ نہیں لیا ہوا، جمہوریت کے ثمرات صرف ہمارے ذریعے سے عوام کو نہیں پہنچ رہے، grass root level پر جب تک جمہوریت نہیں ہو گی، لوکل گورنمنٹ نہیں بنے گی، مقامی نمائندے نہیں چنیں گے ان کے جو مقامی مسائل کو حل نہیں کریں گے جو وہاں پر ان کی سڑکوں کی تعمیر، نالیوں کی تعمیر، سکولوں کی تعمیر، sanitation، سٹریٹ لائٹس اور باقی مسائل کو نہیں دیکھیں گے یہ ایم پی اے کا کام نہیں ہے۔ابھی تک پنجاب کے حکمرانوں کے mindset پر یہ بات set نہیں ہو رہی۔ آج سے تین سال پہلے غیر طبعی طور پر بلدیاتی اداروں کی مدت میں ابھی ڈیڑھ برس کا عرصہ باقی تھا کہ

بلدیاتی اداروں کو سیاسی وجوہ کی بناء پر توڑ دیا گیا۔ وہ ظلم عظیم تھا دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ ایک گورنمنٹ آئے اور ایک جو consistent system چل رہا ہے اس کو break کر دے یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ ظلم کیا گیا اور اس سے بڑا ظلم اس بجٹ میں بلدیاتی انتخابات کے لئے بجٹ میں رقم نہ رکھ کر کیا گیا، ہم یہ نہیں ہونے دیں گے، بلدیاتی انتخابات حکمران جماعت کو کرانا ہوں گے، جماعتی بنیادوں پر کرانا ہوں گے transparent, free and fair کرانا ہوں گے اور یہ حق حکمرانی ہمارا ٹھیکہ نہیں ہے اس پر وہ عام شہری جو grass root level پر بیٹھا ہوا ہے اس تک ہمیں منتقل کرنا ہوں گے اس کے لئے ہمیں سنجیدگی دکھانی چاہئے۔ جناب وزیر خزانہ اور وزیر قانون یہاں پر بیٹھے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس بارے میں اپنی پالیسی کو واضح کریں اگر وہ سنجیدہ ہیں تو اعلان کریں، بجٹ کے اندر اس کے لئے رقم رکھیں اور وہ تیاری نظر آنی چاہئے کہ آپ واقعی سنجیدہ ہیں اور آئندہ آنے والے دنوں میں بلدیاتی انتخابات انشاء اللہ کروائیں گے۔ ایک ایسی بات جسے میں نے دیکھا تو یقین نہ آیا، دوبارہ دیکھا اور پھر ساری رات سو بھی نہ سکا، کروٹیں لیتا رہا کہ پنجاب کے قائد ایوان جو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا بجٹ تیس فیصد cut کر دیا ہے۔ پچھلے سال یعنی 13-2012 میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے لئے 26 کروڑ روپے مختص تھے اور اب تک اس پر 42 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جو سپلیمنٹری بجٹ آیا ہے اس میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا روزانہ خرچ 11 لاکھ 66 ہزار روپے ہے۔ خدا کا خوف کریں، ہم کس انقلاب کی بات کرتے ہیں، ہم کس خدمت کی بات کرتے ہیں، ہم کس صوبے کو چلا رہے ہیں جو ساڑھے چار کھرب روپے کا مقروض ہے؟ اس کا چیف منسٹر اس کا Head ساڑھے گیارہ لاکھ روپے اپنے سیکرٹریٹ پر خرچ کرے۔ یہ بات شرمناک ہے، اس کو کم ہونا چاہئے کیونکہ ہم afford نہیں کر سکتے۔ اس ملک کے غریب لوگوں کے ٹیکسوں کے پیسے سے ہمارا وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ 11 لاکھ 64 ہزار روپے روزانہ خرچ کرے اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور اس کی کہیں دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ شاید اسی وقت کے بارے میں شاعر مشرق نے کہا تھا:

یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایوان جو منتخب ہو کر آیا ہے آج یہ سارے لوگ کمروں کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جب وہ لاہور آتے ہیں تو انہیں پریشانی لگی ہوتی

ہے کہ ہم نے کس عزیز کے ہاں ٹھہرنا ہے، کس ہوٹل میں کمرہ لینا ہے یہ ایک انتہائی افسوسناک بات ہے۔اربوں روپے ہم نے خرچ کر دیئے لیکن ایم پی ایز ہاسٹل کی تعمیر پچھلے پانچ سال میں ہو سکی اور نہ ہی آئندہ بجٹ میں اس کے لئے کچھ رکھا ہے۔یہ ظلم عظیم ہے، جب تک یہ ادارہ، یہ پنجاب اسمبلی، یہ institution جو اس پنجاب کا سب سے باوقار، سب سے اعلیٰ اور سب سے بڑا institution ہے، اس کے لوگوں کو آپ facilitate نہیں کرتے، انہیں ease out نہیں کرتے انہیں ان کے حقوق نہیں دیتے، انہیں یکسوئی میسر نہیں ہوتی کہ وہ اطمینان اور سکون کے ساتھ بیٹھ کر گورنمنٹ کی پالیسیوں پر، legislation پر، عوام کے مسائل پر اگر وہ نہیں سوچ سکتے اور ہر روز انہیں یہ پریشانی ہوتی ہے کہ ہم نے کمرہ کہاں پر لینا ہے، کتنے بجے آنا ہے، کتنے بجے جانا ہے تو یہ چیز کسی صورت بھی ایک مثالی چیز قرار نہیں دی جا سکتی۔اس کے لئے for God sake میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ حکومت کو اس بات پر قائل کریں۔ پچھلے پانچ سال تو گزر گئے، اس دن اس اسمبلی ہال میں، میں اپنے آپ کو اس دن اتنا شرمندہ محسوس کر رہا تھا کہ جناب قائد ایوان تقریر فرما رہے تھے اور یہاں پر ہمارے درجنوں بھائی اور بہنیں corridor کے اندر اور برآمدوں کے اندر کھڑے تھے۔کیا یہ حشر ہم نے ان کا کرنا ہے، کیا یہ respect ہم نے ان منتخب نمائندوں کو دینی ہے، کیا یہ حال ہم نے ان کا کرنا ہے؟ اب مزید یہ نہیں ہونا چاہئے اور ہمیں آئندہ بجٹ کے اندر اس کی provision رکھنی چاہئے بلکہ بجٹ کی approval سے پہلے، اس سلسلے میں اگر جناب وزیر اعلیٰ سے request کرنی پڑی تو ہم اپوزیشن کی تمام پارٹیاں ان سے بھی بات کریں گے، وزیر خزانہ سے بھی بات کریں گے اور اس ایوان کے توسط سے میں آپ سے بھی یہ گزارش کر رہا ہوں کہ top priority پر اسمبلی کے دوسرے حصے کو آپ مکمل کیجئے، اس کی تکمیل کریں اور اسی طرح ایم پی ایز کے لئے ایم پی ایز ہاسٹل کی تعمیر کے لئے اسی Financial Year میں آپ بجٹ مختص کریں۔اگر آپ یہ سب کچھ بیک وقت تعمیر نہیں کر سکتے تو آپ مرحلہ وار اس کا اعلان کریں تاکہ لوگوں کو پتا ہو کہ ہمارے 100 کمرے اس سال بن گئے ہیں، 100 کمرے آئندہ سال بن جائیں گے۔اگر اس ایوان کا یہ حال ہے تو پھر باقی سارے اداروں کا اللہ حافظ ہے۔پنجاب کے اندر جو قانون سازی کرنے والے لوگ ہیں اگر ان کو ان کا حق نہیں مل رہا تو پھر کسی اور کو حق دینے یا دلانے والے ہم کون ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! آج کے ترقی یافتہ دور میں Environment Protection ایک ایسا شعبہ ہے جس کے اندر پوری دنیا میں بالخصوص ترقی یافتہ ممالک میں سب سے زیادہ بجٹ مخصوص کیا جاتا ہے کیونکہ اس کا براہ راست تعلق عوام کی صحت سے ہے اس کے لئے ہمارے اس بجٹ میں صرف 15 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو انتہائی قابل افسوس ہے۔ اُبلتے ہوئے گندے نالے، ہسپتالوں کی waste اور جابجا جوہڑ، بے ہنگم فیکٹریوں اور کارخانوں کا جال اور ان کے دھوئیں کی چمنیاں، جگہ جگہ بھٹے اور اس کے علاوہ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جن کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمارے حکمرانوں کے لئے کوئی وقت نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 15 کروڑ روپے رکھنے سے تو بہتر تھا کہ آپ کوئی رقم نہ رکھتے کیونکہ اس کو بھی آپ نے revise کرنا ہوگا۔ Environment Protection کی مد میں بہت سے کرنے والے کام ہیں، یہ پورا شہر آلودہ ہے، پورا پنجاب آلودہ ہے، اس کو کنٹرول کرنے کے لئے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے ،اس کے علاوہ جو صحت کے لئے مضر چیزیں ہیں ان سے بچنے کے لئے Environment کی مد میں ہمیں اس بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر! بہت بات کی گئی غریب کی لیکن جب تنخواہیں بڑھانے کا وقت آیا تو وہ سرکاری ملازم جو اپنا تن من دھن، جس کا سب کچھ سرکار کی disposal پر ہوتا ہے، salaried persons، سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں ہم نے صرف دس فیصد اضافہ کیا ہے جو کہ قطعی طور پر ناکافی ہے۔ آج آپ بیٹھ جائیں اور مجھے چار افراد پر مشتمل ایک کنبے کا بجٹ بنا کر دکھا دیں کہ جس کے دو تین بچے ہوں اور وہ شہر میں رہ رہا ہو کہ وہ کس طرح سے اس دس ہزار روپے کی آمدن کے اندر جو آپ نے minimum مقرر کیا ہے اور جو دس فیصد اضافہ سرکاری ملازمین کے لئے کیا ہے۔ اس بجٹ کے اندر کوئی شخص گزارہ نہیں کر سکتا اس لئے اس میں مزید اضافہ ضروری ہے، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کو دس فیصد سے بڑھا کر اس میں کم از کم بیس فیصد اضافہ کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) نے اپنے منشور میں یہ کہا کہ مزدور کی کم از کم تنخواہ پندرہ ہزار روپے ہوگی لیکن اس ایوان میں اس دن دس ہزار روپے کا اعلان کیا گیا، دس ہزار روپے میں کوئی فرد اپنے کنبے کا پیٹ نہیں پال سکتا۔ جب آپ minimum salary دس ہزار روپے مقرر کریں گے اور اگر آپ نے اس کو نہیں بڑھانا تو اس کے لئے legislation کریں اور اس کو آپ قابل گرفت جرم قرار دے دیں کہ جو لوگ اس سے بھی کم تنخواہ دیتے ہیں۔ اول تو کم از کم اپنے منشور کی لاج رکھتے ہوئے آپ

پانچ ہزار روپے کا اس میں مزید اضافہ کریں اور ایک مزدور کی کم از کم تنخواہ پندرہ ہزار روپے مقرر کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تھوڑا سا اپنے شہر کی طرف بھی آؤں گا، شہر لاہور جس کی میٹرو بس کی بڑی دھوم مچی ہے اور اب ملتان روڈ کو تباہ کرنے کے لئے، وہ ملتان روڈ جو کروڑوں روپے کی لاگت سے تین سال بعد لاہور کے لاکھوں لوگوں کے اذیت ناک انتظار کے بعد حالیہ انتخابات سے پہلے مکمل ہوئی تھی اگر یہ میٹرو بس وہاں پر چلنی ہے تو خدارا اس پر سوچیں، اس سڑک کو برباد نہ کریں۔ فیروز پور روڈ 220 فٹ چوڑی تھی، ملتان روڈ 150 فٹ چوڑی ہے، وہ سڑک جو کچھ عرصہ پہلے اس قوم کے کروڑوں روپے سے غالباً 65 کروڑ روپیہ اس پر لگا تھا اس کو اب برباد کر کے وہاں پر میٹرو بس نہ چلائیے بلکہ میں اس سلسلے میں ایک متبادل تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے میٹرو بس کا شوق پورا کر لیا، ایک میٹرو بس چل رہی ہے، اس میٹرو بس پر اس روٹ پر جو آنے والے لوگ ہیں وہ ایک فیصد ہیں، اس شہر لاہور کے ایک کروڑ بیس لاکھ لوگوں میں سے ایک فیصد لوگ اس میٹرو بس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ان ایک فیصد لوگوں کے لئے آپ تیس ارب روپے کہتے ہیں، لوگ پچاس ساٹھ ارب روپے کہتے ہیں، آپ نے اس پر اتنی خطیر رقم لگا ڈالی ہے، آپ اس کی بجائے رنگ روڈ complete کیجئے جو ایک بنیادی مسئلہ ہے، جو رکی ہوئی ہے، جو لاہور کے ایک کروڑ بیس لاکھ شہریوں کا نہیں بلکہ بیرون لاہور سے آنے والے کروڑوں لوگوں کا بھی مسئلہ ہے۔ وہ رنگ روڈ التواء کا شکار ہے۔ آپ اس میٹرو بس پر مزید اربوں روپیہ لگانے کی بجائے اس رنگ روڈ کو مکمل کریں۔۔۔

جناب محمد وحید گل: یہ بجٹ پر تقریر ہو رہی ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): آپ مجھے interrupt نہ کریں۔ سپیکر صاحب نے آپ سے کہا ہے کہ آپ اپنے وقت پر اپنا شوق پورا کر لیجئے گا۔

جناب سپیکر! میں شہر کے اندر سفری سہولتوں کے لئے وزیر خزانہ کو ایک تجویز دوں گا کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو پارک تک نہر کی دونوں sides پر گرین بیلٹس ہیں درختوں کو نقصان پہنچائے بغیر آپ وہاں ریلوے کا ٹریک بچھائیے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ملتان روڈ پر جو 30/25 ارب روپے سے میٹرو بس بنانے جا رہے ہیں اس سے کہیں زیادہ افادیت اس ریلوے ٹریک کی ہو گی جو آپ ٹھوکر سے جلو تک بچھائیں گے۔ آپ انگلینڈ چلے جائیں یا باقی دنیا میں چلے جائیں تو یہ میٹرو بس آج سے پچاس سال پرانا concept ہے۔ اب آپ اس کی طرف آ گے نہ آئیں بلکہ ریلوے ٹریک کی طرف

آئیں اس کے بعد رنگ روڈ complete کریں۔ پھر میں ایک مسئلہ مزید عرض کرنا چاہوں گا کہ جنوبی لاہور کے اندر سب سے بڑا مسئلہ ٹریفک کا ہے۔اگر مولانا شوکت علی روڈ کو وحدت روڈ سے ملادیں جو ایک بڑی سڑک ہے جس سے پورے جنوبی لاہور کے تقریباً تیس چالیس لاکھ آبادیوں پر مشتمل وہ کالونیز اور علاقے ease out ہو جائیں گے۔ آپ شیخ زید ہسپتال کی سڑک سے آگے جائیں تو کیمپس پل پر ہمیشہ traffic jam رہتی ہے، اگر آپ وہ سڑک بنادیں تو جنوبی لاہور پر یہ ایک بہت بڑا احسان ہو گا۔ ہمیں اس کے لئے سنجیدہ کوششیں کرنی چاہیئں یہ کوئی اتنا بڑا کام نہیں صرف سڑک کا تین کلو میٹر کا ایک ٹکڑا ہے وہ بنانے سے لاہور کی آدھی آبادی سکھ کا سانس لے گی۔اگر آپ کسی طرح سے اس پر آمادہ نہ ہوں تو پھر وزیر خزانہ سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے لاہور کے اندر کوئی انڈر پاس یا فلائی اوور بنانا ہے تو سب سے پہلے کیمپس پل کے اوپر بنائیے کہ جہاں پر really اس کی ضرورت ہے۔جہاں پر لوگ گھنٹوں پھنسے رہتے ہیں اور جناح ہسپتال جو ایک بہت بڑا ہسپتال ہے اس کی ایمبولینسیں بھی وہاں پھنسی رہتی ہیں۔اس ایریا میں بہت سارے سکول اور کالج ہیں، آپ سکول ٹائم اور آفس ٹائم کے وقت دیکھیں کہ وہاں گھنٹوں traffic jam رہتی ہے۔اگر آپ اس مسئلے کو priority دیں اور اسے حل کریں تو اس سے لاہور کے بہت سارے لوگوں کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر !ایک ہفتہ پہلے مون سون سے قبل ایک بارش ہو گئی ہے، دو تین گھنٹے کی slow بارش تھی لیکن پورا لاہور choke ہو گیا، تین تین فٹ پانی کھڑا ہو گیا میں نشیبی آبادیوں کی بات نہیں کر رہا کہ جہاں سے ہمیں فون آئے کہ کشتی بھیج دیں کہ چار فٹ پانی ہے اور واسا والے سن نہیں رہے بلکہ میں تو گلبرگ کی بات کر رہا ہوں، میں ماڈل ٹاؤن کی بات کر رہا ہوں، میں گوالمنڈی چوک کی بات کر رہا ہوں، میں لکشمی چوک کی بات کر رہا ہوں کہ جہاں چار چار فٹ پانی کھڑا تھا، traffic jam تھی لوگوں کی گاڑیاں بند تھیں، موٹر سائیکل بند تھے، وہاں پر آدھہ دن لٹک کر رہ گئے جو جہاں تھا وہ وہیں پر تھم کر رہ گیا اور واسا کی کارکردگی کا پول کھل گیا۔ آئندہ مون سون آ رہا ہے خدارا خصوصی طور پر پانی کے نکاس کا بندوبست کرنا ہو گا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ کی تقریر ہو رہی ہے یا واسا پر بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ suggestions دے رہے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ ان کو کیوں interrupt کرتے ہیں؟ This is not good.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج ایک بڑے معروف اخبار میں خبر پڑھی کہ جناب وزیر اعلیٰ اپنے پاس کوئی محکمہ نہیں رکھ رہے۔ میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے اپنے دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ بارہ چودہ وزراء کا اضافہ ہونے والا ہے۔ کاش ایسا ہو میں نے اپنی پہلی تقریر کے اندر بھی power share کرنے کی بات کی تھی اور جناب وزیر اعلیٰ سے یہ عرض کی تھی کہ good governance کے لئے قوت کا ارتکاز، یہ perception کہ پنجاب کے اندر one man show ہے اس کو مزید نہ چلنے دیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو میں حکومتی بنچوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جناب قائد ایوان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پاس جو محکمے رکھے ہیں وہ اپنے باصلاحیت محنتی دوستوں کے اندر بانٹ دیں اور خود monitoring کریں اور جو ٹاسک دیں اسے چیک کریں تو یقین کیجئے کہ اس ٹیم کے جو بھی منسٹر بنیں گے ان کی double efficiency ہو جائے گی۔ اس کے نتائج اور ثمرات پورے پنجاب کے عوام کو ملیں گے۔ حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے بھائی بہت خوش ہیں اور ان کا جناب قائد ایوان کو ملنے کو جی بھی چاہ رہا ہے، ملاقاتیں بھی ہوں گی لیکن ملاقاتوں کے بعد آپ ساحر لدھیانوی کا یہ شعر ہمیشہ گنگنایا کریں گے کہ:-

چند کلیاں نشاط کی چن کر مدتوں محو یاس رہتا ہوں
تیرا ملنا خوشی کی بات سہی تجھ سے مل کر اداس رہتا ہوں

بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری غلام مرتضیٰ صاحب جو PML(Z) سے ہیں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ کے لئے دس منٹ ہیں. This I tell you

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پانچ پانچ منٹ طے ہوا تھا۔

جناب سپیکر: ان کے لئے دس منٹ ہیں اور آپ کے لئے پانچ منٹ ہیں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک جو روایتی طریق کار چلتا آ رہا ہے کہ حکومتی بنچز بجٹ دستاویز کو آسمانی صحیفہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپوزیشن بنچز کی یہ خود ساختہ ذمہ داری ہے کہ اس میں تمام جہاں کے نقائص ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کے معزز ممبران کو زیادہ maturity کا ثبوت دینا چاہئے کہ خوبیاں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔

حکومتی بنچز ہوں یا اپوزیشن اگر بجٹ میں کچھ خامیاں ہوں تو حکومتی بنچز کے اراکین کو بھی یہ اجازت ہونی چاہئے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ قائد حزب اختلاف نے figures کی باتیں بڑی وضاحت کے ساتھ کی ہیں اور انہوں نے جن باتوں کی نشاندہی کی ہے میں وزیر خزانہ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ ان کی تمام باتیں رد کرنے والی نہیں ہیں بلکہ کچھ ایسے points ہیں جنہیں address کرنا ضروری ہے۔ اعداد و شمار کی بات کریں، بجٹ کے حجم کی بات کریں تو یہ خوش آئند ہے کہ پچھلے مالی سال سے 114۔ارب روپے کے اضافے کے ساتھ یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ درحقیقت figures اتنا matter نہیں کرتے، بجٹ کا حجم بڑا دلربا ہے ان کے figures بڑے دلربا ہیں لیکن جو problem آتا ہے جو مسائل کی جڑ ہے وہ ان کی غیر منصفانہ تقسیم اور fair implementation نہ ہونا ہے۔ مسائل وہاں پیدا ہوتے ہیں جب ان کی implementation میں کوئی کمی رہتی ہے اور جب اس کی تقسیم کی جاتی ہے تو پھر کچھ علاقے محرومی کا شکار ہوتے ہیں اور کچھ علاقوں میں ضرورت سے زیادہ خرچ بھی کیا جاتا ہے۔ جنوبی پنجاب کا جو ایک slogan لگا میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں میرا تعلق بہاولنگر کی تحصیل ہارون آباد سے ہے آپ یقین کریں کہ public at large جنوبی پنجاب کے slogan سے خوش نہیں کہ وہ الگ صوبے کی بات کریں۔ میرا یہ ذاتی view ہے کہ کچھ لوگوں کی یہ ایک سیاسی move تھی جو میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کی مدبرانہ سوچ، محنت اور کاوش سے یہ سیاسی چال flop ہوئی۔ قطعی طور پر public at large نہیں چاہتی کہ ہم پنجاب کے اس حصے سے cut کر رہے ہیں۔ ہم اس پنجاب میں خوش رہنا چاہتے ہیں اور ہم خوش ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس حلقے سے میں نمائندگی کر رہا ہوں پچھلے پانچ سال کے عرصہ میں یہاں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر میری اس سیٹ پر نمائندگی کرتے تھے اور پھر اس علاقے کو ان کے الفاظ کی، ان کی گستاخیوں کی ایسی سزا دی گئی کہ میری کہانی بڑی دردناک ہے۔ آپ یقین کریں کہ اگر اس طرح کا رویّہ چلتا رہا تو پھر یہ سیاست دانوں کے بس کی بات نہیں رہے گی اور تقسیم کی باتیں شروع کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ کی طرف آئیں اور بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

چوہدری غلام مرتضیٰ: دیکھیں، میں نے figures کے حوالے سے بات کی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ دوبارہ انہی figures کو دہراؤں۔ یہ خوش آئند بات ہے اور مجھے دلی طور پر خوشی ہے کہ صحت اور تعلیم کے بجٹ کو بڑھایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ واقعی اس کی ضرورت تھی۔ میں اس کی implementation کے حوالے سے بات کروں گا۔ مجھے ایک figure پڑھ کر بڑی حیرت ہوئی

ہے کہ آٹا مناسب قیمت پر فراہم کرنے کے لئے28۔ارب روپے کی سبسڈی دینے کی تجویز ہے۔ اسی طرح سے جنوبی پنجاب کے ہسپتالوں کو ایک ارب 48 کروڑ روپے دینے کی بات کی گئی جس میں رحیم یار خان، بہاولپور اور ملتان کا ذکر کیا گیا ہے۔ میٹرو بس سروس کی بات کی گئی ہے کہ راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں یہ مہیا کی جائے گی۔ مجھے ان تمام figures پر اعتراض نہیں اور میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ figures بڑے دلربا ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے مختصراً یہ گزارش کروں گا کہ صرف بہاولپور، ملتان اور رحیم یار خان کو ہی جنوبی پنجاب نہ سمجھا جائے۔آپ یقین کریں کہ چھوٹی تحصیلوں سے نوے فیصد مریضوں کو بہاولپور یا دوسرے بڑے شہروں کی طرف refer کر دیا جاتا ہے۔ان نوے فیصد میں سے صرف دس فیصد لوگ survive کرتے ہیں اور باقی راستے میں ہی دم توڑ جاتے ہیں۔ جب ان لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کہا جائے گا کہ بہاولپور میں 410 بستروں پر مشتمل ایک اور ہسپتال بنا دیا گیا ہے تو وہ ان کے دُکھوں کا مداوا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ شاید میری کچھ باتیں اچھی نہ لگیں کیونکہ جو مفلسی کی حالت میں ہوتا ہے اس سے بہت خوبصورت باتوں کی توقع کرنی بھی نہیں چاہئے اس لئے کہ:

مُفلسی حس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بُھوک آداب کے سانچے میں ڈھل نہیں سکتی

اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جب اس بجٹ اور funds کی تقسیم کی جائے تو ان محروم تحصیلوں کا ہر صورت خیال رکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہسپتالوں کے حوالے سے figures کو اگر پانچ گنا بھی بڑھانا پڑے تو ضرور بڑھائیں۔قائد حزب اختلاف نے لاہور کے حوالے سے تجاویز دیتے ہوئے کہا کہ ملتان روڈ پر میٹرو بس چلائی جائے اور انہوں نے ریل کی تجویز بھی دی ہے۔ مجھے اس طرح کی تجاویز سے اختلاف نہیں لیکن جب ایک طرف لوگ علاج کے بغیر مر رہے ہوں اور دوسری طرف اس طرح کے منصوبے دیئے جائیں تو پھر اس محروم علاقے کے لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ شاید پورے پنجاب کا بجٹ سنٹرل پنجاب یا لاہور کھا رہا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ کی تقسیم کو شفاف کیا جائے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی منڈیوں سے سب سے زیادہ tax collection ہوتی ہے اور اسی طرح زراعت میں سب سے زیادہ جنوبی پنجاب کے اضلاع efficient ہیں لہذا اسی تناسب سے بجٹ اور پانی کی تقسیم کی جائے۔ پانی کی تقسیم کے حوالے سے اگر بجٹ میں مزید اضافہ کرنا پڑے تو ضرور

کیا جائے۔ نہروں کی lining کے لئے اگر یہ بجٹ ناکافی ہے تو اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ وہ زمیندار جو آپ کو بہت زیادہ پیداوار دینے کی حیثیت میں ہیں ان کی آسانی کے لئے اس بجٹ میں اتنی بڑی رقم نہیں رکھی گئی جتنی کہ وہاں پر ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سکولوں کے حوالے سے بات کی گئی ہے کہ آئندہ سال جنوبی پنجاب کے تمام سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا جائے گا۔ یہ خوش آئند بات ہے، میں اس کو appreciate کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ تعلیم کی ضرورت کو سمجھا گیا ہے۔ ہیلتھ انشورنس کے لئے 4۔ ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے میں اس کو بھی appreciate کرتا ہوں۔ میں اس بجٹ کو الفاظ کا گورکھ دھندا اور نہ ہی آسمانی صحیفہ سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس کو دیکھا جانا چاہئے، یہ ایک continue process ہونا چاہئے اور اس کو جس انداز سے implement کیا جا رہا ہے اس پر نظر رہنی چاہئے۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے اس دعا کے ساتھ ختم کروں گا کہ اللہ پاک ہمیں ہمت اور توفیق دے۔ ہمیں کم از کم اتنی تسلی ضرور ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی نیت اور محنت میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ اپنی ٹیم میں ایسے لوگوں کو ضرور شامل کریں جو کہ انہی کی طرح سے کام کریں اور لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کریں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ جو علاقے جنوبی پنجاب میں سیم کی زد میں آ چکے ہیں ان کے زمینداروں کو آبیانہ اور مالیہ کی چھوٹ دی جائے۔ وہاں پر ایک مربع کا زمیندار پہلے باعزت طریقے سے روزگار کما رہا تھا۔ اس کا دینے والا ہاتھ تھا لیکن آج اس کا لینے والا ہاتھ بن چکا ہے لہذا ان علاقوں کے زمینداروں کو آبیانہ کی چھوٹ دی جائے۔ وہاں پر سیم کے خاتمے کے لئے ان زمینداروں میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ خود اتنی زیادہ قیمت کے ٹیوب ویل لگا سکیں لہذا یہ کام حکومت کی سطح پر کیا جانا چاہئے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس جانب خصوصی توجہ دیں گے۔ میں اس پورے ایوان اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ اس دعا کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس پنجاب کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ بہت شکریہ۔ والسّلام

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ رانا محمد ارشد صاحب!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ الحمدللہ میاں محمد نواز شریف کے vision کے مطابق خادم اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ

یہ غریب عوام کا بجٹ ہے۔ عوام نے بھاری mandate دے کر ہمارے اُوپر جو احسان کیا ہے یہ بجٹ اس کے مطابق ہے۔اس بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے 290۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ یہ پیسے پچھلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔ ہم بالکل یہ مانتے ہیں۔ جس عوام نے ہمارے اوپر اعتماد کا اظہار کیا ہے ان کی توقعات پر پورا اُترنا ہمارا فرض ہے۔یہی ہمارا مشن ہے اور یہی ہماری قیادت کا vision ہے۔ ہم نے پچھلے پانچ سالوں میں جن ترقیاتی کاموں کے جال بچھائے ہیں انشاءاللہ ان منصوبوں اور ترقیاتی کاموں کو آگے لے کر بڑھیں گے۔ ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے رکھے ہیں جو کہ آبادی کے لحاظ سے 32 فیصد بنتے ہیں جبکہ پنجاب کی آبادی کے لحاظ سے ان کا حصہ 31 فیصد بنتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے ہمارے بھائیوں کا یہ حق بنتا ہے کہ ہم ان کو زیادہ سے زیادہ facilitate کریں۔ جیسا کہ ہم نے ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج بنایا اور وہاں پر داخلے بھی شروع کروا دیئے ہیں۔اسی طرح وہاں پر ہم نے غازی یونیورسٹی بھی بنوائی ہے۔الحمدللہ ہم نے خواتین کی چار یونیورسٹیاں بنائی ہیں۔اب ہم نے انشاءاللہ ان یونیورسٹیوں کو مزید upgrade کرنا ہے اور اس بجٹ میں ہم نے ان کے لئے رقم مختص کی ہے۔اگر خواتین کے لئے علیحدہ یونیورسٹیاں بنائی گئی ہیں تو اس کا credit میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔ ہم انشاءاللہ ان چاروں یونیورسٹیوں کو مکمل کریں گے تاکہ ہماری قوم کی بیٹیاں اچھے طریقے سے تعلیم حاصل کر کے قوم کی خدمت کر سکیں اور مادر ملت کے مشن کو لے کر آگے بڑھ سکیں۔

جناب سپیکر! الحمدللہ ہم نے مزدور کے لئے پندرہ ہزار روپے تنخواہ کا اعلان کیا تھا اور انشاءاللہ ہم اس کو پانچ سالوں میں مکمل کریں گے۔اس سال ہم نے مزدور کو دس ہزار روپے تنخواہ دینے کا اعلان کیا ہے انشاءاللہ اس پر عمل بھی کروائیں گے کیونکہ یہ مزدور کا حق بنتا ہے۔مزدور محنت کرتا ہے اس لئے اسے یہ تنخواہ ملنی چاہئے۔پچھلے پانچ سالوں میں جس طرح صنعتیں بند رہیں، جس طرح energy crisis نے پاکستان کے اندر ترقی کا راستہ روکا اس سے آپ سب باخبر ہیں۔ ہم نے energy crisis کو meet کرنے کے لئے میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں ایک نیا منصوبہ بنایا ہے اور اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے 20۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہم بجلی پیدا کریں گے اور پنجاب کے عوام کو facilitate بھی کریں گے اور انشاءاللہ آج نظر آ رہا ہے۔آج دو ہفتوں کے اندر میاں محمد نواز شریف کے vision میں نمایاں تبدیلی اور ایک واضح سمت نظر آ رہی ہے۔ ہم نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ وزیراعلیٰ ہاؤس کے اخراجات میں

30 percent reduction ہو گی اور اُس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اگر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ نئی گاڑی نہیں خریدی جائے گی تو انشاء اللہ کوئی بھی نئی گاڑی نہیں آئے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے عوام سے جو وعدہ کیا ہے اُس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ یہ ایک نیک شگون ہے کہ اگر خادمِ اعلیٰ صاحب خود اور اُن کے وزراء کی ٹیم اپنی گاڑیوں پر پاکستانی جھنڈا نہیں لہرائیں گے تو یہ ایک عام آدمی کے vision کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن کو promote کرنے کے لئے 210۔ارب روپے کے جو ترقیاتی فنڈز رکھے گئے ہیں اُن سے یونیورسٹیوں کے قیام کا ہم نے جو اعلان کیا ہے وہ بھی مکمل ہوں گی، اُن سے خواتین کے ڈگری کالج ہیں ہم اُن کو بھی مکمل کریں گے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نئے اپ گریڈ ہونے والے ایک ہزار ہائی سکولوں کے اندر کمپیوٹر لیبارٹریاں اور نئی سائنس لیبارٹریاں بنیں گی۔ کس کو نہیں پتا کہ یہاں پر "پڑھا لکھا پنجاب" کے نعرے تو لگتے رہے لیکن on ground کیا تھا؟ ہم نے الحمدللہ 84 ہزار ایجوکیٹرز میرٹ پر بھرتی کئے اور اساتذہ میرٹ پر بھرتی کئے، آج اُن کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں ایجوکیشن کی کوالٹی بہتر ہوئی ہے، آج اساتذہ کی حاضری سو فیصد ہو چکی ہے اور ہم انہی روایات کو قائم و دائم رکھیں گے۔ اب بھی ہم نے پہلی کلاس سے لے کر میٹرک تک مفت کتابوں کے لئے 3۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ ہم نے غریب عوام کے لئے میٹرو بس بنائی ہے اور اسی طرح کے اور منصوبے بھی بنائیں گے۔۔۔

MR SPEAKER: Time is over now. Thank you very much. Have your seat please. Please sit down.

جی، چودھری مونس الٰہی صاحب۔۔۔ غیر حاضر ہیں۔ اُن کے لئے دس منٹ ٹائم تھا۔ وقاص صاحب! آپ بولیں، آپ کا ٹائم پانچ منٹ ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کے اندر پانچ چھ topics کو اس point of view سے touch کروں گا کہ وزیر خزانہ، ٹریژری بنچز یا حکومت ان کو تنقید سمجھ سکتی ہے یا اس بجٹ میں اپنی کمیوں کے لئے ہماری طرف سے positive inputs سمجھ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا وزیر خزانہ اس بجٹ کی ownership لیتے ہیں کیونکہ میری information کے مطابق September/October budget process, سے شروع ہو گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے میری گزارش ہو گی کہ جب کوئی صاحب تقریر فرما رہے ہوں اور وزیر خزانہ نوٹس لے رہے ہوں تو اُن کو disturb نہ کیا جائے۔ وہ جب لابی میں جائیں گے تو آپ اُن سے ضرور ملاقات کریں۔ جی، وقاص صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! بجٹ کا September/October process, میں شروع ہو جاتا ہے تو کیا اس کے اندر حکومتی پارٹی یا اُس کے نمائندوں کی input ہے یا یہ بجٹ بیوروکریٹس نے بنایا ہے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ آنے والے اگلے ایک سال میں عوام کی بہتری، فلاح اور ترقی کے لئے allocation of funds ہے لیکن اس بجٹ کے اندر عوام اور ground realities کو کسی بھی جگہ پر incorporate نہیں کیا گیا۔ بے شک بجٹ ایک جامع document ہے لیکن کیا یہ بجٹ زمینی حقائق کی عکاسی کرتا ہے؟ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کے دو چار points کو highlight کروں گا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ وہ کسانوں کے لئے alternate energy, bio-gas and solar panels کی سکیم launch کریں گے جس سے وہ اپنا irrigation system, motors and pumps چلا سکیں۔ کیا اس چیز کی viability study ہوئی ہے؟ ایک کسان جس کے پاس ایک ایکڑ زمین ہے اور حکومت اُسے bio-gas plant لگا کر دے رہی ہے تو کیا اُس کو اُس plant کے لئے fuel بھی مل رہا ہے یعنی کیا اُس کو حکومت دو، چار، دس بھینسیں بھی provide کرے گی جن سے اُس plant کا گوبر پورا کیا جا سکے گا؟ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں ایسی جامع سکیمیں بنانی چاہئیں، ایسے جامع solutions دینے چاہئیں جن کے اندر اگر ہم اپنی عوام کی بہتری کر رہے ہیں تو اُس کو ایک complete package دیا جائے نہ کہ صرف part of the solution دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ کیا ہم نے اپنی غلطیوں سے کچھ سیکھا ہے؟ اگر ہم پچھلے بجٹ میں solar panels and street lights کے اوپر 2۔ارب روپے کی allocation کر رہے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں یہ جاننا چاہوں گا کہ ہم نے national grid میں بجلی کی کتنی بچت کی ہے؟ ہماری اُن 2۔ارب روپے کی investment کا

return کیا تھااور اگر وہ پیسے لگے ہیں تو ہم کتنے مؤثر ہوئے ہیں کیونکہ اُسی سے ہمارے آنے والے سال کے programmes and viability of projects کا پتا لگے گا۔ ہم ایک ذمہ دار قوم ہیں اور ہم عوام کے پیسوں کے بہترین استعمال کے لئے اس وقت یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں اور اگلے پانچ سالوں میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ایک ایک پائی کا حساب اس نقطہ نظر سے کریں کہ ہم نے اُس پیسے کو ایک بہترین طریقہ سے استعمال کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تعلیم پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر ہماری بنیاد مضبوط ہو گی تو ہمارا مستقبل تابناک ہو گا۔ ہم بے شک دانش پبلک سکول کے تحت اوّل جماعت سے دہم جماعت تک کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دے رہے ہیں، یہ ایک حکومتی دعویٰ ہے، یہ کتنا صحیح ہے یا کتنا غلط ہے یہ ایک الگ بحث ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہماری بنیاد مضبوط ہو گی تو ہم اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ہر قسم کی بہتری کے مواقع ان کو دے رہے ہوں گے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جو فنڈز اس وقت بنیادی تعلیم کے لئے رکھے گئے ہیں وہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ ہمیں اپنی بنیاد کو مضبوط کرنا ہے تاکہ اس کے بعد آنے والے وقت میں ہر بچہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کر سکے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہر فیصلہ اتفاق رائے اور مثبت سوچ سے کرنا چاہئے۔ ہمیں آنے والے وقت میں اپنی غلطیوں کو نہیں دہرانا چاہئے کیونکہ ہم عوام کو جوابدہ ہیں اور رہیں گے جنہوں نے ہمیں منتخب کر کے یہ اختیار دیا ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب محمود قادر خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ ایک ایسی دستاویز ہوتی ہے جس میں آئندہ آنے والے سال کے اخراجات اور آمدن کا balance اور تخمینہ بتایا جاتا ہے۔ یہ کسی بھی حکومت کی اہلیت، نیت اور صلاحیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پنجاب کا جو بجٹ ابھی پیش کیا گیا ہے اس کا اگر دوسرے صوبوں کے بجٹ سے موازنہ کریں تو اس میں سب سے خوبصورت اور اہم بات یہ ہے کہ یہ بجٹ متوازن ہے جو surplus ہے اور نہ deficit ہے۔ آپ صوبہ سندھ کا بجٹ دیکھیں جو اسی دن پیش کیا گیا ہے جو 21۔ارب روپے کا deficit ہے۔آپ کے پاس جب اخراجات کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو پھر deficit بجٹ پیش کرنے سے آپ کی اہلیت، نیت اور کارکردگی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اگر آپ خیبر

پختونخواہ کے بجٹ میں سے بھیforeign grantsجو تخمینے میں شامل کی گئی ہیں جو غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں وہ نکال دی جائیں تو شاید وہ اس حد تک متوازن نہ رہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ وہ دن گئے جب بادشاہ سلامت کی خوشنودی اور خوشی پر مبنی دستاویز کو بجٹ کہا جاتا تھا۔ بجٹ میں جو پیسے ہوتے ہیں یہ مقدس امانت ہے جو عوام پر ترجیحات کے حساب سے خرچ ہونی چاہئے اور اس میں کفایت شعاری کا پہلو بہت اہم ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اخراجات پرcutلگانا بہت مشکل کام ہے بالخصوص اگر آپ افراط زر کی شرح تناسب کو مدنظر رکھیں جو اس وقت چل رہا ہے۔ اگر پچھلے اخراجات کے مطابق بھی کسی محکمہ کے اخراجات رکھے جائیں تو وہ حقیقی معنوں اورreal termsمیں اخراجات پرcutشمار ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک احسن قدم اٹھایا ہے اور عوام کے اس پیسے کو کفایت شعاری کے نقطہ نظر اور فضول خرچی سے بچانے کے لئے تمام محکموں میں پندرہ فیصد غیر ترقیاتی اخراجات پرcutلگایا جس کی وجہ سے دوسرے صوبوں کے بجٹ کے مقابلے میں صوبہ پنجاب کا بجٹ بہت ممتاز نظر آتا ہے۔ یہ صرف دیگر محکموں تک محدود نہیں رہا بلکہ اس مثال کو انہوں نے اپنے گھر سے شروع کیا اور 30 فیصدcutصرف وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات پر لگایا گیا۔ آپ دیکھیں کہ اخراجات میں جو کمی کی جاتی ہے یہ آسان کام نہیں ہے اگر کسی معزز ممبر کو اس پر شک ہے تو وہ اپنے گھریلو اخراجات پر چاہے وہ پٹرول کے اخراجات ہوں یا بچوں کیpocket moneyہو اگر اس پرcutلگا کر اس کے نتائج اور ہولناکیوں کا اندازہ یہاں بیٹھے ہوئے بھی کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے جو کفایت شعاری کا پہلو ہے اس سے دوسرے دونوں صوبوں کے بجٹ کے حوالے سے صوبہ پنجاب کے بجٹ کو ممتاز مقام حاصل ہوا ہے اس کے لئے حکومت پنجاب بجا طور پر مبارکباد کی مستحق ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے جب ہوش سنبھالا تو ہم نے کتابوں میں پڑھا اور سنا کہ ترقی کے لئے تعلیم بہت ضروری ہے۔ ہم نے یہ پڑھا کہ خواندگی میں اضافہ پاکستان کا اور پاکستان کی عوام کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ہم جب سکول اور کالج میں آئے تو یہ پڑھا کہ تعلیمی بجٹ کے تناسب میں اضافہ بہت ضروری ہے لیکن یہ خوبصورت تقاریر صرف ٹی۔وی پر مباحثوں اور جلسوں میں ہوتی رہیں اور پارٹیوں کے منشور میں آتی رہیں لیکن عملی طور پر ہم نے دیکھا کہ تعلیمی بجٹ کبھی بھی تاریخی طور پر پانچ، سات، آٹھ یا دس فیصد سے آگے نہیں جا سکا۔ پچھلے پانچ برسوں میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے تعلیم کے بجٹ میں مجموعی طور پر اس کی شرح تناسب میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ آپ صرفIT labs

کے ضمن میں دیکھیں کہ پنجاب کے ہزاروں سکولوں میں یہ IT labs بنائی گئیں، state of the art digital libraries بنائی گئیں، missing facilities سکولوں میں فراہم کی گئیں، لاتعداد سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا، پچاس ہزار سے زائد اساتذہ میرٹ پر بھرتی کئے گئے، درسی کتب کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا اور عمل کی بات کی گئی۔ یہاں جب تقاریر برائے تنقید ہو رہی تھیں تو مجھے علامہ اقبالؒ کا ایک شعر یاد آ رہا تھا کہ:

اقبال بڑا اُپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

اسی مفہوم کا ایک اور شعر ہے کہ کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

سرِ مقتل جنھیں جانا تھا وہ جا بھی پہنچے
سرِ منبر کوئی محتاط خطیب آج بھی ہے

جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا کہ بیٹھ کر تنقید کرنا بہت آسان ہے لیکن پنجاب کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ کل بجٹ کا 26 فیصد تعلیمی بجٹ کے لئے ہے جبکہ سندھ کا 19 فیصد ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ اب پاکستان تحریک انصاف کے جناب محمد صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا نام محمد صدیق خان ہے۔ میں آپ کی تھوڑی سی correction کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: معزز ممبر کے نام کو نوٹیفکیشن دیکھ کر درست کیا جائے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا شکریہ کس بات پر کر رہے ہیں؟ میں نے غلط نام بول کر تو خود غلطی کی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ پر گفتگو کرنے کی اجازت دی ہے میں اس بات پر شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا حق بنتا ہے۔ آپ پر میرا کوئی احسان نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں newcomer ہوں اور پہلی دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں شاید میں اسمبلی کے decorum کے مطابق گفتگو نہ کر سکوں لیکن اس بجٹ کے حوالے سے جو چیزیں سامنے آئی ہیں بالخصوص جو وفاقی بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں ایک فیصد GST کا اضافہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ indirectly پورے پاکستان کی عوام اس اضافہ سے متاثر ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ unregistered companies کی fuel products پر جو GST کے ساتھ 2 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے میرے نقطہ نظر سے اس سے مہنگائی میں جس تناسب سے اضافہ ہوا ہے جو میں نے calculate کیا ہے۔ وہ میری calculation کے مطابق کم و بیش 33 فیصد بنتا ہے۔ میں عرض کرتا چلوں کہ جتنی بھی salaried class بالخصوص گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 15 تک جس طرح متاثر ہوئی ہے اور اس کا خورد و نوش کے حوالے سے گھریلو بجٹ اگر پچھلے سال پانچ ہزار تھا تو آج وہ ساڑھے سات ہزار روپے تک پہنچ چکا ہے لہذا میری درخواست ہے کہ آپ کو بھی صوبہ خیبر پختونخواہ کو role model سمجھنا چاہئے کہ انہوں نے نئی taxation نہیں کی اور فری ٹیکس بجٹ پیش کیا۔ اسی طرح جہاں انہوں نے پنشنز حضرات کی پنشن میں اضافہ کیا وہاں انہوں نے salaried persons کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا لہذا میری درخواست ہے کہ یہاں بھی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جس proportion سے GST بڑھانے سے مہنگائی ہوئی ہے اسی proportion سے اضافہ کرنا ضروری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے وزیر خزانہ صاحب کی بجٹ تقریر سنی تو میں نے دیکھا بلکہ میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق سمجھا کہ اس صوبے کو تین حصوں North, South اور Central Punjab میں divide کیا گیا ہے تو میرا تعلق North پوٹھوہار سے ہے اور پوٹھوہار کے کئی ممبران حکومتی بنچوں پر majority سے بیٹھے ہیں لہذا میری اُن سے درخواست ہو گی کہ وہ دیکھیں کہ اس بجٹ میں میٹرو بس سسٹم ماسوائے راولپنڈی کے کہیں اور نظر نہیں آتا تو پوٹھوہار کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جہاں Southern Punjab کے لوگ بیٹھے ہیں وہاں Central Punjab کے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ میں Southern Punjab کے لوگوں کو مبارکباد پیش کروں گا کہ اس بجٹ کے ADP میں ایک major portion اس علاقے کی ڈویلپمنٹ اور ویلفیئر کے لئے allocate کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو گزشتہ چار سال ہیں ان میں بجٹ اور ADP کی utilization کو اگر دیکھا جائے تو میں اس نتیجہ پر پہنچوں گا کہ اس دفعہ بجٹ میں ADP

کے حوالے سے جو figure out کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ محصولات کے حصول کے لئے جو targets fix کئے گئے تھے وہ حاصل نہیں کئے جا سکے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ بات کرنے دیں۔ابھی میری بہت سی باتیں رہتی ہیں۔

MR SPEAKER: This is a principle for all.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہماری تو ننھی منی اپوزیشن ہے۔

MR SPEAKER: No, this is for all.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! دیکھیں، میری ایک بات سنیں۔یہاں ہر حوالے سے ہمارے ساتھ disparity ہو رہی ہے۔اپوزیشن لیڈر نے بھی allotment of rooms کے حوالے سے بات کی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک اپوزیشن کے ایک ممبر کو بھی رہائش نہیں ملی۔

جناب سپیکر: جی، وہ دیکھتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: حالانکہ آپ نے جو performa دیا تھا اور جو criteria تھا اس میں long distance میرٹ بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بھی دکھا دیں جہاں لکھا ہو۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) جو PML(N) سے ہیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔آج اس معزز ایوان میں ہم نے اپوزیشن لیڈر کی باتیں سنیں تو بہت افسوس ہوا۔انہوں نے جتنی بھی باتیں کیں وہ صرف اور صرف مخالفت برائے مخالفت کی حد تک کیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہاں کسی کا نام نہیں لینا۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔انہوں نے اپنی بات کر لی ہے لہذا آپ اپنی گفتگو کریں۔ان کی بات کا جواب وزیر خزانہ دیں گے۔

MR MUHAMMAD ASIF BAJWA (Advocate): It's ok sir!

جناب سپیکر: ایسے ماحول کو خراب نہ کریں۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ایک ایسا بجٹ جس کو ہمارے محترم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے بڑی محنت اور جانفشانی سے تیار کیا ہے اس میں زندگی کے ہر شعبے کو مدنظر رکھا گیا ہے اور زندگی کا ایسا کوئی بھی شعبہ نہیں ہے جس کو انہوں نے touch نہ کیا ہو۔ مثال کے طور پر وزیراعلیٰ ہاؤس کے اخراجات سے لے کر تمام محکموں کے وزراء کے اخراجات اور ساتھ ساتھ انہوں نے right sizing کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی تیار کی ہے جو ہم afford نہیں کر سکتے ان کو بھی discuss کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس ایوان میں دس فیصد تنخواہوں کی بابت بات کی گئی ہے تو آج ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پوری دنیا اور ترقی یافتہ قوموں میں کیا ہو رہا ہے؟ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ امریکہ سمیت پورے یورپ اور ترقی یافتہ ممالک میں پچھلے چار سالوں سے ہر سال آٹھ، سات اور چھ فیصد کی حد تک تنخواہوں کو decrease کیا جارہا ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ جرمنی، فرانس، اٹلی اور سپین میں گزشتہ تین سالوں سے آٹھ آٹھ فیصد تک سرکاری ملازمین کی تنخواہیں کاٹی جا رہی ہیں لیکن پھر بھی ہماری گورنمنٹ نے دس فیصد تنخواہ بڑھادی ہے جس پر میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس دس فیصد تنخواہ بڑھانے سے قومی خزانے کو 10۔ارب روپے مزید ادا کرنا پڑیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنے resources دیکھنے ہیں، ہم نے اپنے پاؤں کو اپنی چادر کے مطابق پھیلانا ہے اور ایک ایسا بجٹ جس میں کم از کم تنخواہ دس ہزار روپے رکھی گئی ہے، وزراء کے لئے furnishing کا سسٹم ختم کر دیا گیا ہے اور عام آدمی کے لئے 28۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو لوگوں کو آٹے کی مد میں ملیں گے اور رمضان المبارک کے لئے 5۔ارب روپے کا بہت بڑا پیکج دیا گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی سخت محنت اور جانفشانی سے یہ بجٹ تیار کیا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے علاوہ خواتین کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، عام آدمی کے لئے بائیو گیس چلانے کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، طلباء کے لئے 9۔ارب روپے اور 3۔ارب 50 کروڑ روپے missing facilities کے لئے رکھے گئے ہیں جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جدید دَور کے مطابق کمپیوٹر لیب کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حفظانِ صحت کے لئے 200 ملین روپے، واٹر فلٹریشن پلانٹ جو کہ صرف اور صرف دیہی علاقوں میں لگائے جائیں گے ان کے لئے 10۔ارب 87 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے اور 48۔ارب روپے ہسپتالوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ ایوان وزیراعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہے کہ انہوں نے آج عوام کی

درست طور پر نمائندگی کی ہے اور اپنی غریب قوم کے لئے صنعتکار اور زراعت کو ترقی دینے کے لئے ہر مد میں پیسے رکھے ہیں۔ مجھے حیرانی اس بات پر ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کو بجٹ کی سمجھ ہی نہیں آئی، آپ نے حکم دیا ہے کہ نام نہیں لینا۔ اگر کسی کو سمجھ نہیں آئی تو ہم اس کے لئے سکول تو نہیں کھول سکتے بلکہ اس کو خود سوچنا چاہئے کہ اس کو کس بات کی سمجھ آتی ہے؟ اس ایوان میں ابھی بجٹ پیش کیا گیا ہے لیکن بعد میں قانون سازی بھی ہوگی تو ہم کسی کے لئے سکول نہیں کھول سکتے لہذا سب کو خود گھر سے پڑھ کر آنا ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج اس ایوان کی طرف سے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور اپنے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے جس میں 68 فیصد non development اور 32 فیصد development budget ہے۔ ان سنگین معاشی حالات میں بہت متوازن اور اعلیٰ قسم کا بجٹ ہے جو عام آدمی کے لئے ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! اپنی سیٹ پر پہنچیں اور اپنی بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے اپنا نام Monday کا دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: لیکن میرے پاس آپ کا نام ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے Monday کا ہی دیا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مرضی ہے۔ Monday کو بھی بات کرنے کے لئے پانچ منٹ ملیں گے اور آج بھی پانچ منٹ ہی ملیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر آپ نے کہہ دیا ہے تو میں بات کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس منصب پر بٹھایا ہے اور جب سے ہم پارلیمنٹیرین بنے ہیں تو ہمیں مائیک نہیں دیا گیا۔ آج پہلی دفعہ ملا ہے تو میں چاہتی ہوں اور میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کو مبارکباد پیش کروں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں میاں صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ تیسری دفعہ انہیں یہ عہدہ ملا ہے اور عوام کا mandate حاصل ہوا ہے۔ Mandate تو mandate ہوتا ہے وہ جعلی ہو یا اصلی۔ ان پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوئی ہے کہ انہیں عوام نے mandate دیا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں اس mandate پر پورا اتارے اور جہاں پر اپوزیشن کی ضرورت پڑے گی ہم ان کا ساتھ دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جیسا کہ ایجوکیشن، صحت کے لئے اور اس بجٹ میں جتنے بھی ہمارے پروگرام جو پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی تھے تو یہ جو بجٹ پیش کیا ہے یہ totally خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس کی بھرپور مثال میں نے ریکارڈ پر لکھی ہے تاکہ میرے کسی فقرے میں غلطی نہ ہو اور میں نے ایک ایک بات figure out کی تھی اس لئے میں سوموار کے دن اپنی تقریر کرنا چاہتی تھی۔ میں لاء اینڈ آرڈر کی بات کروں گی۔۔۔

جناب سپیکر: اب تو ماشاء اللہ مائیک کے بغیر بھی آپ کی آواز یہاں پہنچ سکتی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر اپنے ہینڈ بیگ سے کچھ تلاش کرنے لگیں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے figures ہی نظر نہیں آ رہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا گم ہو گیا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! عینک نہیں مل رہی جس کی وجہ سے مجھے figures پڑھنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ سب سے پہلے تو میں پچھلے پانچ سال جو 2008 سے 2013 تک جب پرویز الہٰی صاحب نے یہ صوبہ آپ کے حوالے کیا یعنی جب آپ کو mandate ملا تب 100۔ارب روپے کا surplus صوبہ تھا اور آج اس صوبے کا یہ حال ہوا ہے کہ 445۔ارب روپے کا یہ deficit ہے جس سے صوبہ مقروض ہو چکا ہے۔ اس سے بدترین مثال اور کیا ہو گی کہ جب پرویز الہٰی صاحب کا دور تھا تو انہوں نے پانچ سال گزار کر بھی surplus صوبہ چھوڑا۔ آج یہ صوبہ 445۔ارب روپے کا مقروض ہو چکا ہے۔ یہ good governance ہے، یہ اچھی کامیابی ہے اور یہ اچھے معاملات طے کئے ہیں؟ ان سے اچھی تو صوبہ سندھ اور خیبر پختونخواہ کی حکومتیں نکلیں جنہوں نے 15 فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھائیں۔ جنہوں نے آپ لوگوں کو الیکشن جتوایا، پنجاب کا الیکشن جیتنے میں سرکاری ملازمین نے بڑی مدد

کی ہے اور جب انہوں نے شور مچایا تو پھر بھی آپ ان کی 15 فیصد تنخواہیں نہیں بڑھا سکے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت نے اپنے منشور کے ساتھ زیادتی کی ہے کیونکہ منشور میں بھی 15 فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھانے کا لکھا گیا تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے No, No کی آوازیں)

جناب سپیکر! آج اگر ہم روٹی، کپڑا، بے روزگاری، غربت اور مہنگائی کی بات کرتے ہیں تو ان سب کے پیچھے بجلی کا بحران ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں اس بجٹ میں 50 فیصد بجلی کے بحران کے لئے رقم مختص کرنی چاہئے تھی تاکہ عوام کے گھروں میں روزگار جائے، فیکٹریاں چلیں۔۔۔

جناب سپیکر: اچھی تجویز ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: صنعتیں بند ہو چکی ہیں اور ہم ہر بات پر یہ کہتے ہیں کہ پچھلی حکومت نے انہیں جہیز میں دیا اور ورثے میں دیا تو آپ لوگ پانچ سال سے یہاں پر موجود ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز ممبران interrupt نہ کریں۔ خاموشی سے ان کی بات سنیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سچی بات کڑوی لگتی ہے اور میری باتیں سچی ہوتی ہیں جو شروع سے ہی انہیں کڑوی لگتی ہیں۔ کوئی بات نہیں اور میں اپنی بات کہہ کر ہی رہوں گی۔ اگر یہ 50 فیصد رقم بجلی بحران کے لئے رکھتے تو شاید ہماری صنعتیں اور فیکٹریاں چل پڑتیں اور بے روزگاری، غربت اور مہنگائی ختم ہو جاتی اور روزگار عوام کے گھروں تک پہنچتا لیکن ٹوپی ڈرامے کرنے کے لئے پھر وہی بات کہ آٹا سستا کرنے کے لئے جو سبسڈی اور پنجاب کے عوام کو بھکاری بنانے کے لئے جتنی facilities ہیں وہ دی جا رہی ہیں۔ پہلے بھی آشیانہ سکیم تھی اور اس سکیم کے فارموں کے نام پر ایک ایک ہزار روپیہ لیا گیا۔ قرعہ اندازی کی گئی اور پھر دوبارہ قرعہ اندازی بند کر دی گئی۔ قرعہ اندازی میں نکلنے والے ناموں کو refuse کر دیا گیا۔ اب پھر آشیانہ سکیم پر اتنا پیسہ رکھا گیا ہے۔ کون ایسا آدمی ہے کہ جو اتنا امیر ہوگا کہ 10 فیصد، 15 فیصد یا 25 فیصد پر یہ فارم fill کرے گا؟

جناب سپیکر! آپ لوگوں نے پانچ مرلہ کے گھروں پر بھی پراپرٹی ٹیکس لگا دیا حالانکہ پرویز الٰہی صاحب کے دور میں پانچ مرلہ کے گھروں پر پراپرٹی ٹیکس نہیں تھا۔ پانچ مرلے کا گھر ایک متوسط اور غریب بندے کا گھر ہوگا۔ اب جاتی عمرہ جیسا گھر تو کسی عام بندے کا نہیں ہو سکتا۔ اس پر اگر ٹیکس لگے تو ہم بات بھی مانیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے معاملات تھے جن پر میں آپ کی توجہ دلاتی ہوں کہ ہم لوگوں کو بھکاری بنانے کی بجائے ان کے گھروں کے حالات اور ان کی frustration کو دیکھ لیں کہ وہ کن

حالات سے گزر رہے ہیں۔ ہم بڑی بڑی گاڑیوں، لعنت ہے جناب میرے اوپر کہ میں اتنی بڑی گاڑی میں آتی ہوں جبکہ غریب لوگ بے چارے سڑکوں پر رُل رہے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لعنت" کی آوازیں)

اور اسی طرح کی گاڑیاں آپ کے پاس بھی ہیں۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے پنجاب حکومت کے ہر آدمی کے پاس ہیں جو بڑی بڑی مرسڈیز اور جیپوں میں آتے ہیں۔ اپنے سے نچلے آدمی کو دیکھیں، ان کے لئے بجٹ بنانا چاہئے تھا لیکن انہوں نے ان کا نہیں سوچا۔ اپنے سے نچلے کا نہیں سوچا امیر کو امیر تر کیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جھوٹ اور غلط" کی آوازیں)

جناب سپیکر: معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ انہیں رہنے دیجئے اور سچائی کو سنئے۔ جی ایس ٹی کے نفاذ سے ہر ایک چیز کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ آٹا، دال، چاول، چینی اور گھی کی قیمتیں بڑھا کر کیا انہوں نے غریب کے ساتھ زیادتی نہیں کی؟ یہ لوگ تو olive oil میں کھانا کھاتے ہیں۔ وہ غریب آدمی جو گھی میں کھانا بناتا ہے تو اس گھی کو بھی مہنگا کر دیا گیا ہے۔ ماچس کی تیلی سے لے کر اشیائے ضروریہ کی تمام چیزوں کو مہنگا کیا گیا ہے۔ کیوں ایسا کیا گیا، کیا یہ غریبوں کا بجٹ بنایا گیا ہے؟ یہ خسارے کا بجٹ ہے جسے مسترد کیا جاتا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے No, No کی آوازیں)

جناب سپیکر: جب آپ بات کریں گی تو وہ بھی سنیں گی اس لئے آپ ان کی بات سنیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے Perfect facts and figures کے ساتھ نہیں بولنے دیں گے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ہم بھی انہیں بات نہیں کرنے دیں گے" کی آوازیں)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پولیس کا محکمہ فلاپ ہو چکا ہے۔ پولیس کے لئے پچھلی دفعہ بھی انہوں نے اربوں روپے رکھا لیکن آج ہمارا صوبہ لاء اینڈ آرڈر کی خراب صورتحال میں سر فہرست ہے۔ سب سے زیادہ کرپشن، سب سے زیادہ ایف آئی آرز، حادثات سب سے زیادہ، تشدد بھی زیادہ

پنجاب میں ہو رہا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہی بلکہ یہ سرکاری documents کہہ رہے ہیں۔ ہمارا صوبہ پنجاب lawlessness میں نمبر ایک ہو چکا ہے۔ کیا یہ good governance ہے اور کیا یہ good management ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ آج آپ کا دل بھی خون کے آنسو رو رہا ہے اور ہمارا بھی رو رہا ہے۔ ہم بے شک اپوزیشن میں ہیں لیکن ہم یہی چاہتے ہیں کہ اپوزیشن بھی حکومت کے ساتھ مل کر عوام کے لئے کچھ کرے اور جہاں ہماری تجاویز آپ کو اچھی لگتی ہیں، میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیشہ کرم نوازی کی ہے، ہر ایک کو موقع دیا ہے اور ہر ایک کی بات سنی ہے۔ اب بھی ہماری یہی بات ہے کہ ہماری تجاویز کو اہمیت اور value دی جائے۔ وزیر خزانہ صاحب کو تو یہ بھی معلوم نہیں تھا اور انہیں تو ایک دن پہلے کتاب دے دی گئی کہ رٹ لو اور پڑھ لو۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! Time over ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمیں بھی اپنی تجاویز میں شامل کریں اور ہم سے تجاویز لیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے تقریر کل کرنی تھی لیکن میں آج بھی کوشش کروں گی کہ کچھ points۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آج ہی آپ کے پاس وقت ہے اور آج ہی جو کچھ کہنا ہے کہہ لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اپوزیشن کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور اپوزیشن لیڈر صاحب کی تقریر میں کچھ points ایسے ہیں جن کی clarification ہونی چاہئے۔ میں کوشش کروں گی کہ جو facts & figures ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ میں نہیں کہتی کہ جان بوجھ کر twist کئے گئے لیکن جو بھی realities ہیں وہ میں آپ کے ساتھ share کر سکوں۔ سب سے پہلے اپوزیشن لیڈر صاحب نے ٹیکس فری بجٹ پر کہا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ نہیں ہے اور 48 فیصد ٹیکسوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ملک اور صوبہ کو چلانے کے لئے یقیناً ریونیو درکار ہوتا ہے اور ریونیو کے لئے ہمیشہ ہر مہذب ملک کے اندر ٹیکسوں کی شرح کو بہتر کیا جاتا ہے۔ اپنے ریونیو کو بڑھانے کے لئے دو طریق کار ہو سکتے تھے۔ پہلا یہ تھا کہ ٹیکسوں کے rate کو اتنا بڑھا دیا جاتا کہ اس سے پیسے حاصل کئے جا سکتے تھے یا یہ طریق کار ہو سکتا تھا کہ

نئے taxes کے حوالے سے ایسی base بنادی جائے کہ جو لوگ ٹیکس نیٹ ورک میں نہیں ہیں ان کو ٹیکس نیٹ ورک میں لے کر آیا جائے تاکہ جن لوگوں کو اس ملک میں بڑے بڑے گھر رکھنے کا حق ہے، بڑی بڑی گاڑیاں رکھنے کا حق ہے تو ان کو اس ملک کے لئے ٹیکس نیٹ ورک میں لانا بہت ضروری ہے۔ ہم نے ٹیکس کی base کو بڑھایا ہے، جو لوگ ٹیکس نیٹ ورک میں نہیں ہیں ان کو اس میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے افسوس ہوا کہ ایک طرف اپوزیشن لیڈر صاحب کو غریبوں کا بڑا خیال ہے، وہ غریبوں کی بہت دہائی دے رہے تھے لیکن دوسری طرف ان کی جو constituency ہے مجھے اس کا بھی احساس ہے جس میں بڑے بڑے گھر ہیں اور بڑے بڑے گھر گلبرگ، ماڈل ٹاؤن کے علاقوں میں آتے ہیں ان پر پراپرٹی ٹیکس لگنے پر اپوزیشن لیڈر کافی سیخ پا نظر آئے۔ میں ان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جناب مان لیا کہ آپ کو بڑے بڑے گھروں میں رہنے والے لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں لیکن پنجاب کی دس کروڑ سے زیادہ کی آبادی ہے جس میں اکثریت غریب لوگوں کی ہے اور 90 فیصد غریب لوگ ہیں، ان غریب لوگوں کی زندگی بہتر کرنے کے لئے ہمیں ان دو یا تین فیصد لوگوں کو ٹیکس نیٹ ورک میں لانا تھا۔ ان سے ٹیکس لینا ہمارا حق ہے، اگر یہ گناہ ہے تو یہ گناہ ہم کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات میں ایجوکیشن کے حوالے سے کہنا چاہتی ہوں کہ اپوزیشن لیڈر۔۔۔ مجھے اچھا لگا اور میں بالکل ان کا بہت احترام کرتی ہوں۔ انہوں نے کل بھی ایک ٹی وی پروگرام میں غلط figures quote کئے تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تھوڑا سا یہ کہہ دیں کہ میں تصحیح کرنا چاہتی ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، میں تصحیح کر رہی ہوں۔ اس وقت بھی ان کے مطابق ایجوکیشن کا بجٹ 10 فیصد تھا لیکن مجھے خوشی ہوئی کہ اب اپوزیشن لیڈر صاحب نے کتابیں پڑھی ہیں لیکن ابھی بھی میں سمجھتی ہوں کہ ان سے ایک آدھی کتاب پڑھنے میں شاید بھول چوک ہو گئی ہے۔ ان کے مطابق ایجوکیشن کا بجٹ 24 فیصد ہے جو 210۔ارب روپے ہے۔ میں اس کی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب کا ایجوکیشن کا بجٹ 244۔ارب روپے ہے جو 26 فیصد بنتا ہے جو کہ KPK کی گورنمنٹ سے 15 فیصد زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ تعلیم کے حوالے سے اپوزیشن لیڈر کے جو consensus ہیں اور وہ ہماری بھی معلومات افزا گفتگو سے مستفید ہوں گے۔ مجھے اچھا لگا کہ ان کو غریب بچوں کا بہت خیال ہے، ان کو یہ بھی

خیال ہے کہ پرائیویٹ ادارے 10 فیصد بچوں کو اپنے پرائیویٹ سکولوں میں شامل نہیں کر رہے ہیں۔ اس بارے میں میری ایک suggestion ہے کہ PTI کے ایک بہت بڑے لیڈر ہیں جن کا پرائیویٹ سکولوں کا بہت بڑا نیٹ ورک ہے تو وہ بسم اللہ کریں اور اعلان کریں کہ آج سے ان کے سکول نیٹ ورک کے اندر صرف غریب بچے پڑھا کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کو گارنٹی دینا چاہتی ہوں کہ اگر اس پرائیویٹ سکول کے نیٹ ورک میں غریب بچوں کا داخلہ ہو جائے تو یہ پاکستان اور ایجوکیشن کی ہسٹری میں بہت بڑا کارنامہ ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ PTI کی جو ترجیحات ہیں اس کا انہیں ایک ثبوت دینا پڑے گا اور میری گزارش ہے کہ اس پر implement کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک اس نیٹ ورک کے علاوہ باقی سکولوں کی بات ہے تو یقیناً پچھلی بار بھی یہ proposal رکھی گئی تھی لیکن اس میں قانونی ترامیم کی ضرورت پڑے گی۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں اس کا بھی اعلان کیا ہے کہ ہم اس پر قانون سازی کریں گے اور قانون سازی کے ذریعے باقی پرائیویٹ سکولوں کو اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ کم از کم 10 فیصد غریب بچوں کو داخل کیا جائے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر نے general administration میں جو 106۔ارب روپے quote کئے ہیں وہ غلط ہیں، میں نے ان کی پوری speech پر research کی ہے اور محکمہ خزانہ کے لوگوں سے بھی پوچھا ہے یہ 106۔ارب روپے غلط quote کئے جا رہے ہیں۔ میں پہلے general administration کا مطلب بتانا چاہتی ہوں کہ general administration کے اندر بہت بڑی بڑی مدیں آتی ہیں۔ لوکل باڈیز اور لوکل گورنمنٹ کو ہم جو فنڈز دیتے ہیں وہ مد بھی اس میں آتی ہے۔ تنخواہیں، پنشن، پولیس ڈیپارٹمنٹ، لاء اینڈ آرڈر اور ہماری سکیورٹی ایجنسیاں اس میں شامل ہوتی ہیں اس لئے اس میں جو quote term کی گئی ہے وہ غلط ہے۔اس بات کی بھی میں تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ جو لوکل باڈیز کے الیکشن کے حوالے سے کہا گیا کہ اس پر کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے میں اس میں صرف یہ گزارش کروں گی کہ لوکل باڈیز کا الیکشن کرانا الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، بس کریں، بہت شکریہ۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری بات complete ہونے دیں یا تو میں facts and figures سے ہٹ کر گفتگو کر رہی ہوں تو پھر کہیں۔یہاں پر تقریر کا مطلب صرف تقریر کرنا ہی نہیں ہے بلکہ یہ facts and figures صحیح جانے بہت ضروری ہیں کیونکہ یہاں میڈیا بیٹھا ہے اور باقی لوگ بھی موجود ہیں اس لئے صحیح message جانا چاہئے۔ میں اپنی بات جلد ہی wind up کر دیتی ہوں۔

لوکل باڈیز کے حوالے سے کہا گیا کہ الیکشن کے لئے پیسے نہیں رکھے گئے اس میں اہم بات یہ ہے کہ الیکشن کروانا basically الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہوا کرتی ہے لیکن block allocations بھی اس لئے رکھی جاتی ہیں تاکہ الیکشن میں مدد کی جا سکے اور لوکل گورنمنٹ اس پر الیکشن کروا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں، شاباش۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بجلی کے ٹیرف میں ایک روپے بارہ پیسے اضافہ کر دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ کی تقریر کرنے کی باری آئے گی تو اس میں آپ یہ بات کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان اس پر احتجاج کرتا ہے، یہ اضافہ واپس لیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جب تجویز آئے گی پھر ہم اس پر غور کریں گے، ابھی کچھ نہیں ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایوان میں اس طرح سے غلط بیانی کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ پہلے تو میں اپنی بہن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ میں انہیں بڑا اچھا لگا ہوں لیکن اس طرح کی غلط بیانی کرنا مناسب نہیں۔ یہ budget speech ہے، میں نے یہ figures یہاں سے لئے ہیں اور یہ کہہ رہی ہیں کہ general administration میں اپوزیشن لیڈر نے جو figures quote کئے ہیں وہ غلط ہیں۔ یہ میرے سارے figures کو null and void قرار دے رہی ہیں یہ ایوان کے تقدس کا خیال کریں۔ میں انہیں صفحہ نمبر 30 کا کہتا ہوں کہ یہ ذرا اسے study کریں کہ general administration میں 101۔ارب 6 کروڑ روپیہ رکھا ہوا ہے۔ اس طرح کی لفاظی کے ساتھ ایوان کو نہ الجھائیں بلکہ to the point میرٹ اور facts پر بات کریں تو بات سنی جائے گی، اس طرح نہ کریں۔ میں اس کا دوبارہ جواب دے سکتا ہوں لیکن اگر آپ نے بات کرنی ہے تو صحیح کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی ان سے لڑائی تو ویسے ہی نہیں جچتی، آپ اس بات کو چھوڑ دیں، اچھا نہیں لگتا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرے بارے میں جو اپوزیشن لیڈر نے بات کی ہے میں clarification کرنا چاہتی ہوں۔ وہ میرے بڑے اور محترم ہیں لیکن انہوں نے پہلے 106۔ارب روپے point out کیا تھا اور اب یہ 101۔ارب روپے کہہ رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیے کہ ان کی پہلی بات ٹھیک

ہے یا اب کی بات ٹھیک ہے؟ میرا مقصد یہاں پر کسی کو disgrace کرنا نہیں ہے بلکہ میرا مقصد یہاں پر کچھ clarification کرنا ہے۔ ان کا حق ہے یہ تنقید کریں لیکن مجھے بھی بات کرنے کا حق ہے کیونکہ میں بھی اس ایوان کی سینئر ممبر میں شمار ہوتی ہوں۔ ایک بہت sensitive بات پر مجھے گزارش کرنی ہے کہ جو آج اس ایوان میں پنجاب کے تین ٹکڑے کرنے کی بات کی گئی ہے۔ (شور وغل)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ یہ ٹھیک بات کریں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اس طرح شور میں آپ کیسے بات کر پائیں گے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری کم از کم ڈگری جعلی نہیں ہے، میں اصلی ڈگری پر اس ایوان میں بیٹھی ہوں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا باپ کم از کم ریمنڈ ڈیوس کا وکیل نہیں تھا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: چلیں، بس ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔ ایسی بات نہ کریں اور مہربانی فرمائیں۔
Order in the House, order in the House.
آپ کیا کر رہے ہیں؟ ایسے نہ کریں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ بھی ذرا مہربانی کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں صرف ان کی بات کا جواب دینا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ نے اپنی بات کر لی ہے اور انہوں نے بھی اپنی بات کر لی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: عظمیٰ صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں دوسرے معزز ممبر کو موقع دے رہا ہوں۔ Next name ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔

ملک تیمور مسعود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں ایک تو یہ گزارش کروں گا کہ ویسے بھی ہماری اپوزیشن کے ممبران گنتی میں تو کم ہیں اور ٹائم جو ہمیں دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں، ٹائم آپ کا شروع ہو چکا ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! اس کا بھی زیادہ تر حصہ ٹریژری بنچز کو دے دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا دے دیا جاتا ہے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میرے خیال میں پانچ منٹ کا ٹائم opposition benches کو دیا جاتا ہے اور اس سے کہیں زیادہ ٹائم آپ نے treasury benches کے فاضل ممبران کو دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ پر افسوس ہے۔

ملک تیمور مسعود: میرا خیال ہے کہ یہ inequality نہیں ہونی چاہئے۔ بہر حال میں آج 897۔ارب روپے کے بجٹ پر بحث کرنا اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں۔ یہاں پر مجھے مایوسی بھی اس بات کی ہے کہ گو اس کا حجم تو 897۔ارب روپے ہے لیکن جو پنجاب کے دس کروڑ عوام ہیں ان کی مایوسی کا حجم اس سے بہت زیادہ ہے لہذا سب سے بڑی اور اہم بات جو اس بجٹ میں ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری ملازمین کی ہے جو کہ اس ملک کے اندر ٹیکس نیٹ میں سب سے زیادہ اپنا حصہ ادا کر رہے ہیں۔ more then 70 percent جو ٹیکس دیا جاتا ہے وہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے دیا جاتا ہے جب ان کے ٹیکس کے پیسے سے بجٹ بنایا جاتا ہے اور اس حکومت کو چلانے کے لئے انہی کے پیسے کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن جب مراعات دینے کی باری آتی ہے تو افسوس کی بات ہے کہ ہر وقت اتنے تھوڑے دل کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ دس فیصد سے بھی بڑھ کر ان کی وہ تمام تر ضروریات جو کہ ان نامساعد حالات اور مہنگائی کے اندر ان کا جو حق بنتا ہے وہ ان کو نہیں دیا جا رہا لہذا میری اس ایوان سے گزارش ہو گی کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصد سے بڑھا کر کم از کم باقی صوبے سندھ اور KPK کی طرح پندرہ فیصد اضافہ کیا جائے تاکہ سرکاری ملازموں کے اندر جو مایوسی کی لہر دوڑ رہی ہے اس کو کسی حد تک کم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد جیسا کہ بہت چرچا کیا گیا، یہاں پر تعلیم کے بجٹ کے حوالے سے کبھی 24 فیصد اور کبھی 26 فیصد بڑھایا گیا لیکن میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ ہم بڑھا کر 50 فیصد پر بھی لے جائیں گے اور کئی سو ارب روپے بھی تعلیم کے بجٹ کے لئے رکھ دیں گے لیکن اس سے پہلے جو معاملات چلائے جا رہے ہیں جیسا کہ اس ایجوکیشن سیکٹر کے اندر چیف منسٹر ایجوکیشن ریفارم پروگرام ہے جس کے تحت تمام تر سکولوں کے اندر سہولتیں فراہم کرنا ہیں اور اس بجٹ میں بھی جس طریقے سے ذکر کیا گیا کہ ایک سکول کونسل بنائی جائے گی جس کے لئے ڈیڑھ ارب روپے کے فنڈز کی allocation کی

جائے گی۔اسی طریقے سےmissing facilitiesکے لئے،books provideکرنے کے لئے اور labs provideکرنے کے لئے3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔میری یہ گزارش ہے کہ جو3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اگر آپ اس میں نیا فنڈز دینے کی بجائے جو alreadyوہاں پرfacilitiesموجود ہیں انہی پرproper check and balanceرکھا جائے اور دیکھا جائے کہ آیا جو پیسے دیئے جارہے ہیں وہ وہاں پر صحیح طریقے سے استعمال ہو رہے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے ایسے سکولوں کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جہاں پر بچوں کو سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں ہو چکی ہیں لیکن جو free booksان کوprovideکی جاتی تھیں وہ ابھی تک تین مہینے گزرنے کے باوجود نہیں دی گئیں۔یہ پیسا تو بجٹ میں ان کی کتابوں اور لیبارٹریوں کے لئے دیا جاتا ہے لیکن وہاں پر جوfacilitiesنہیں پہنچتیں ان کا ذمہ دار کون ہے،اس پرcheck and balanceکون رکھے گا؟لہذا اس پر زیادہ زور دیا جائے بجائے اس کے کہ ہم credit gainکرنے کے لئے اور ایک سستی شہرت کے لئے ایجوکیشن کے بجٹ کو بڑھا چڑھا کر بیان کریں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر ایک اور بات بھی کہتا چلوں کہ جس طریقے سے یہاں پر ایجوکیشن کے لئے اسی بجٹ کے اندر ایک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام کیا گیا ہے جس کے تحت تیرہ لاکھ کے قریب بچوں کو جو کہ سرکاری سکولوں میں تعلیم حاصل کر نہیں سکتے ان سکولوں میں ان کے داخلے نہ ہونے کی وجہ سے ان کو پرائیویٹ سکولوں کے اندرcompensateکیا جاتا ہے اور اس کے لئے بجٹ میں7۔ارب روپے رکھے گئے ہیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ سرکاری سکولوں کے بچوں کو جو کہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کا نصاب پڑھتے ہیں جبکہ پرائیویٹ سکولوں کے اندر جن پر کوئی چیک نہیں اور کوئی پتا نہیں کہ وہاں پر کون سے ٹیکسٹ بورڈ کی کتابیں پڑھائیں جاتی ہیں،ان کاsyllabusکیا ہے،کیوں یہ دہرا معیار اپنا کر7۔ارب روپیہ ضائع کیا جاتا ہے اور ان بچوں کے مستقبل کو تاریک کیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہاں پر انرجی سیکٹر کے اندر20۔ارب روپیہ رکھا گیا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ آپ نے انرجی سیکٹر کے اندر پچھلے سال بجٹ میں10۔ارب روپیہ رکھا تھا تو مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ آپ انرجی سیکٹر کے اندر کتنیimprovementلے کر آئے ہیں؟اب جو آپ نے یہ بجٹ دگنا کر دیا ہے اور اب اس کو کتنی بہتری کے ساتھ لے کر آ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔آپ کی بہت مہربانی۔جی،محمد وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

جناب سپیکر: بات سنیں! آپ نے اس دن بھی میری بات سنی ہو گی آپ نے کسی کے ساتھ personal نہیں ہونا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! انشاء اللہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ساری تعریفیں اس ربِ کائنات کے لئے جو ہم سب کا خالق و مالک ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک پر کروڑوں درود و سلام۔ میرے لئے آج ایک اعزاز کی بات ہے کہ آج میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق ایک سیاسی ورکر آج اس ایوان کے اندر پہنچا ہے۔ وہ سیاسی ورکر جس نے آپ کے لئے، آپ کی عزت و وقار اور جمہوریت کو بچانے کے لئے سڑکوں پر ماریں کھائیں، ہم نے مشرف دور کی ڈکٹیٹر شپ کے اندر اذیتیں برداشت کر کے بھی جمہوریت کا علم گرنے نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ آج پیش کیا گیا ہے اس بجٹ کے اندر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جو چھوڑا گیا ہو، جہاں پر غریبوں کے لئے 36۔ارب روپے کی سبسڈی رکھ کر اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس ملک اور اس صوبہ پر اتنا ہی حق اس غریب آدمی کا بھی ہے جتنا کہ ایک elite class کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رمضان المبارک کے لئے 5۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھ کر اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ غریبوں کے لئے رمضان شریف کے اندر آسانی پیدا کی جا سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر دانش سکولوں کی بڑی بات ہوتی ہے تو میں اس مثال سے سمجھنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک غریب آدمی کسی کے پاس فریاد لے کر آئے تو آپ اس کی کچھ مدد کر دیتے ہیں اور اس کی ساری ضرورتوں کا ازالہ ہر کوئی نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر اس ملک کے اندر ایچیسن کالج اور دوسرے بڑے بڑے سکولوں کے پاس سے غریب آدمی گزر بھی نہیں سکتا وہاں پر چیف منسٹر پنجاب نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ جس غریب کو آج روٹی اور روزی کمانا مشکل ہے جس کی 6ہزار روپے تک کی آمدنی ہے اس کا بچہ بھی ایسے سکول، ایسے ادارے کے اندر تعلیم حاصل کرے اور وہ بھی وہاں سے پڑھ کر ملک و قوم کی خدمت کر سکے۔ آج اپوزیشن لیڈر نے یہ بات کی ہے جس میں

انہوں نے سکولوں میں تعلیمی نظام پر بات کی ہے کہ ایک طرف انگلش میڈیم سکول ہیں،ایک طرف اُردو میڈیم سکول ہیں اور ایک طرف دینی تعلیم کے ادارے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے بات نہیں کرنی چاہئے،ہمیں اپنے صوبے کی بات کرنی چاہئے لیکن یہاں پر بار بار خیبر پختونخواہ کی حکومت کا ذکر کیا گیا ہے تو میں اِن کو کہتا ہوں کہ یہ اپنے لیڈر صاحب کو کہیں کہ وہاں پر یا تو دینی اداروں کو ختم کر کے یا ایلیٹ سکولوں کو اُس کے اندر ضم کر کے کوئی مثال پیدا کریں اور دکھائیں تو آئندہ سال ہم بھی اس بات پر سوچ سکتے ہیں،اگر کوئی اچھی مثال پیدا ہوئی تو پھر اس کے مطابق دیکھا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ یہاں پر میٹرو بس کی بات کی گئی،اس سے ان کو بہت تکلیف پہنچتی ہے کہ ایک فیصد لوگوں کے لئے میٹرو بس چلائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس شہر کے پانچ بڑے ہسپتال جن میں جنرل ہسپتال،چلڈرن ہسپتال،گلاب دیوی ہسپتال شامل ہیں۔ پانچ بڑے ہسپتال اس روڈ پر موجود ہیں جہاں غریب آدمی صرف بیس روپے میں ان ہسپتالوں میں اس طرح سے پہنچتا ہے جس طرح سے امیر آدمی گاڑیوں میں پہنچا کرتے تھے۔ایک طرف یہ کہا گیا کہ ایک فیصد لوگ یہ روڈ استعمال کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کی اس تجویز کے اندر تضاد ہے،اپوزیشن لیڈر صاحب فرماتے ہیں کہ جلو سے لے کر ٹھوکر تک ٹریک لینڈ بچھا دی جائے تو میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ کیا مجھے یہ بتانا پسند کریں گے کہ وہ ٹریک کتنے فیصد لوگوں کے لئے ہو گا؟

جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا ہے کہ ہم ہر بات اس ایوان میں کریں۔ میں نے دیکھا کہ اپوزیشن لیڈر صاحب بجٹ کے دوسرے دن پریس کلب کے سامنے احتجاج کر رہے تھے،یہ وقت فوٹو سیشن کا نہیں ہے اور ان کو کیا اس بجٹ کے اندر کوئی اچھی بات نظر نہیں آئی؟ میری معزز خواتین بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں۔25۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھ کر وزیر خزانہ صاحب نے ایک ایسا کام کیا ہے جو شاید آج سے پہلے خواتین کے لئے نہ کیا گیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی یہاں پر اگر ہمیں اس ایوان کو چلانا ہے تو پھر ہمیں اس انداز میں چلانا پڑے گا کہ یہ مچھلی منڈی نہ بنے اور اخباروں کی زینت نہ بنے۔ دوسری طرف یہ بات کی گئی مجھے تو اس olive oil کا نام ہی نہیں آتا بلکہ اس ایوان میں موجود ہماری معزز بہنوں کو شاید اس آئل کا پتا بھی نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی نے،میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے جن کو منتخب کروا کر،جن کو ٹکٹیں دے کر ایوان میں بھیجا ہے ان کی اکثریت تو اس کلاس سے تعلق رکھتی ہے جنہوں نے olive oil میں شاید ہی کبھی کھانا کھایا

ہو مگر دوسری طرف مجھے زیادہ چہرے ایسے نظر آتے ہیں جو شاید اس سے زیادہ مستفید ہوتے ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب محمد وحید گل: بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہوا۔Next آصف محمود صاحب ہیں ۔ جی، آصف محمود صاحب!۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! موجود نہیں ہیں، میں نے ان کا نام کل کی تاریخ میں دیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہاں تو پھر وہ غیر حاضر ہیں، اب اس کے بعد ٹائم نہیں ملے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے ان کا نام سیکرٹری صاحب کو دے دیا تھا، وہ کل تقریر کریں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری نذر محمد گوندل صاحب!

جناب نذر حسین: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا نام چودھری نذر حسین گوندل ہے جبکہ مجھے چودھری نذر محمد کے نام سے پُکارا گیا ہے۔ سب سے پہلے میں 14-2013 کا ایک متوازن اور غریب پرور بجٹ پیش کرنے پر خادمِ اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ان کے رفقائے کار، ممبران، ان کی کابینہ، جناب وزیر خزانہ اور اس کے ساتھ ہی وزارت خزانہ کے اہلکاران وافسران کو انتہائی تہہ دِل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جب بھی کسی ملک یا صوبے کا بجٹ پیش ہوتا ہے تو اس پر تنقید یا ستائش کی جاتی ہے تو ابتدائی طور پر ملک کے حالات، اس صوبے کے حالات، اندرونی اور بیرونی خلفشار، اس کے ساتھ ساتھ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال، ملک میں مہیا وسائل کی دستیابی کی سہولت کے مطابق اور اس کے علاوہ مہنگائی اور بے روزگاری کے جتنے بھی عوامل ہوتے ہیں ان کو مدنظر رکھ کر اس بجٹ کی یا تعریف کی جا سکتی ہے یا اس پر تنقید کی جا سکتی ہے۔ آپ اس بجٹ کو ملاحظہ فرمائیں کہ جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق جس طرح یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے سابقہ بجٹ کے مقابلے میں اس سال، اس بجٹ میں تیس فیصد آفس کے اخراجات

میں کمی کی گئی ہے۔ حکومتی محکموں میں rightsizing کے لئے ایک کمیشن قائم کیا گیا ہے، اس کے علاوہ محکمہ تعلیم، پولیس اور عدلیہ کے علاوہ باقی تمام محکموں میں بھرتی پر پابندی عائد کی گئی ہے، سرکاری گاڑیوں کی خریداری پر پابندی عائد کی گئی ہے اور تمام وزراء کے اخراجات میں کمی کی گئی ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں، یہ وہ عوامل ہیں جن میں direct حکومتی اخراجات میں کمی کر کے آمدنی میں اضافہ کیا گیا ہے۔
اگر ہم محکمہ وار اس بجٹ کو دیکھیں تو سب سے جو ابتدائی چیز ہے وہ تعلیم ہے۔ اس بجٹ میں اللہ کے فضل و کرم سے دانش سکول کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے گئے ،ذہین طلباء کے لئے پنجاب ایجوکیشن اینڈوومنٹ فنڈ کے لئے 2۔ارب روپے مختص ہیں، چیف منسٹر ایجوکیشن ریفارم سیکٹر کے لئے الگ رقم رکھی گئی ہے، سکول کونسل کو ایک ارب روپیہ الگ دیا گیا ہے ، طلباء و طالبات کے وظائف کے لئے ڈیڑھ ارب روپے رکھے گئے ہیں، درسی کتب فراہم کی گئی ہیں، پہلی مرتبہ پرائمری سکول سے لے کر ہائر ایجوکیشن کالجوں تک missing facilities کے لئے الگ رقم رکھی گئی ہے۔اس کے علاوہ ہائر ایجوکیشن کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے 6۔ارب 67 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور تعلیم کو عام کرنے کے لئے ہر ڈویژن اور ضلع میں بہتر تعلیم دینے کے لئے نالج سٹی، نالج پارک، ٹیکنالوجی یونیورسٹیوں کے منصوبے رکھے گئے ہیں۔ طلباء و طالبات کی سہولت کے لئے اُجالا پروگرام کے تحت رقم رکھی گئی ہے، جنوبی پنجاب کے جتنے بھی اضلاع ہیں، جتنے بھی سکول ہیں سو فیصد missing facilities پوری کرنے کے لئے اس میں تدارک کیا گیا ہے۔ لیپ ٹاپ کے لئے ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
مکمل تعلیمی اخراجات کے لئے صوبہ اور ضلع کے اخراجات ملا کر 244۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 26 فیصد ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب نے بھی مثبت تجاویز دی ہیں لیکن انہوں نے کسی طور پر بھی اس تعلیم کے بجٹ کے مطابق جو بھی چیزیں رکھی ہیں ان کو کسی لحاظ سے بھی غلط قرار دیا ہے اور نہ ہی ان کو یہ کہا ہے کہ یہ فالتو ہیں، اپنی تجاویز ضرور دی ہیں کہ دانش سکول اپنی جگہ لیکن پرائمری سکولوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ میں یہ عرض کردوں کہ بجٹ کی جتنی بھی دستاویز ہیں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ دانش سکولوں کے ساتھ ساتھ دور دراز علاقے کے ایک عام پرائمری سکول سے لے کر کسی بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر کے کالج کے لئے وافر مقدار میں اس مد میں رقم رکھی گئی ہے اور ان کی بہتری کے لئے اقدامات بھی کئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ دوسرا اہم شعبہ زراعت ہے۔آپ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں کہ شہروں

اور دیہاتوں میں حفظان صحت کی صفائی کے لئے پائلٹ پراجیکٹ میں200 ملین روپے مختص کرکے فیملی پلاننگ کے پروگرام کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔اسی طرح فلٹریشن پلانٹ کے لئے10۔ارب 87 کروڑروپے رکھے گئے ہیں، صحت کے لئے 17۔ارب روپے اور سرکاری ہسپتالوں میں مفت ڈائلیسز کے لئے30کروڑروپے رکھے گئے ہیں،ڈینگی جیسی موذی مرض کے مکاؤ کے لئے74کروڑروپے رکھے گئے ہیں، صحت کے لئے 102۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جوکہ کل بجٹ کا10.09 فیصد ہے۔ زراعت جو ہمارے صوبہ کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور ہماریdirectاور indirectستر فیصدآبادی زراعت سے منسلک ہے۔کاشتکاروں کے لئے شمسی توانائی کے ٹیوب ویل اور بائیو گیس کے پلانٹ کے لئے 7۔ارب50 کروڑروپے رکھے گئے ہیں۔ کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے4۔ارب50کروڑروپے،زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے سب کیمپس بورے والا میں تعمیر کرنے کا اعلان کیاگیا ہے،لائیوسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے ایک ارب44کروڑروپے مختص کئے گئے ہیں۔ محکمہ آبپاشی کی مکمل ترقی کے لئے اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے22۔ارب 40کروڑروپے رکھے گئے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت اور آبپاشی ترقی کرے گی توصوبہ ترقی کرے گا۔غریب عوام ترقی کریں گے تو اس سے عام آدمی کی معاشی حالت بہتر ہوگی۔اس کے علاوہ واٹر سپلائی کی مد میں بھی انہوں نے وافر مقدار میں رقم رکھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب!آپ کے پانچ منٹ ختم ہوگئے ہیں۔مہربانی فرماکر اپنی بات کو مختصر کریں۔

جناب نذر حسین:انشاءاللہ۔اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ صحت کے معاملے میں دیکھیں، صنعتوں کے معاملے میں فیکٹریوں کے متعلق آپ ملاحظہ فرمائیں بھلوال اور رحیم یار خان میں جوon going schemesہیں ان کو مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ موٹروے پر ایک الگ صنعتی زون اور ایک صنعتی شہر آباد کرنے کے لئے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ شہر موٹروے پر اس جگہ قائم ہوگا جہاں پہلے ترقی کے آثار نہیں تھے اور کم ترقی یافتہ علاقوں کو بھی ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لانے کے لئے ایک بہت بڑااحسن قدم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب نذر حسین: مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قاضی عدنان فرید صاحب!

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے معزز وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے اتنا balanced budget اتنے کم وقت میں تیار کر کے پنجاب کے عوام کو یہ تحفہ فراہم کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سب سے پہلے میں معزز قائد حزب اختلاف کی کچھ باتوں کا جواب دینا چاہوں گا کہ جہاں تنقید یقیناً اپوزیشن کا حق ہے اور ان کو کرنی بھی چاہئے constructive opposition ہونی چاہئے، اچھی حکومت کے لئے بھی ضروری ہے لیکن ان کو اس چیز کا بھی ذکر کرنا چاہئے تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے سیکرٹریٹ کے آفس کے جو اخراجات ہیں اس کی مد میں تیس فیصد cut کا اعلان کیا ہے ان کا یہ عمل بھی قابل ستائش ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کے جتنے بھی محکمے ہیں ان کے اندر جو non development expenditures ہیں اس میں بھی ہر محکمے کے اندر پندرہ فیصد کا cut لگانے کا اعلان کیا ہے۔ ایک اور بات جو انہوں نے point out کی جس کی میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ذاتی طور پر بھی تکلیف ہوئی اور یقیناً ہمارے جنوبی پنجاب کے جتنے بھی ممبران ہیں ان کو بھی تکلیف ہوئی ہو گی اس کے علاوہ باقی پنجاب کے جتنے دردِ دل رکھنے والے لوگ ہیں ان سب کو اس سے تکلیف ہوئی ہو گی۔ انہوں نے یہاں پر بات کی کہ جنوبی پنجاب کو ہی کیوں focus کیا ہے؟ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ Asian Development Bank کی رپورٹ کا جائزہ لیں جس کے اندر انہوں نے ہماری 60 فیصد آبادی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ اپنی زندگی below the poverty line گزارنے پر مجبور ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایک عوامی درد رکھنے والی حکومت اس علاقے کو focus کرنا جانتی ہے۔ میں شکر گزار ہوں میاں محمد شہباز شریف کا کہ انہوں نے کمال مہربانی کرتے ہوئے ہماری جنوبی پنجاب کی آبادی جو کہ پنجاب کے اندر 31 فیصد ہے اُس کے لئے انہوں نے 32 فیصد فنڈز dedicate کئے، میں ان کا تہِ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔ ہمارے علاقے کے لئے یقیناً یہ کسی خوشخبری سے کم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی ملک اور علاقے کی ترقی کے لئے سب سے اہم شعبہ تعلیم کا ہے۔ جب کسی بھی ملک کے تعلیمی شعبے کے اندر سہولیات کم ہوں گی تو اس ملک کی ترقی رُک جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے اس دفعہ ہمارے South کے تمام سکولوں کے لئے indiscriminately خصوصی طور پر گرلز سکولوں کے لئے across the Punjab اور South کے لئے خوشخبری ہے کہ وہاں پر بوائز سکولوں

کے لئے بھی تمام missing facilities کو اس بجٹ کے اندر look after کیا ہے اور انشاء اللہ وہ تمام missing facilities fulfill کریں گے۔اس کے علاوہ انہوں نے PEF کے حوالے سے تنقید کی، اس کا بھی جواب دینا چاہوں گا کہ PEF کا اقدام ملک کی ترقی کے حوالے سے ایک انقلابی قدم ہے۔ جو صاحبان اس پر تنقید کرتے ہیں، اس پر اعتراض کرتے ہیں میں ان کو دعوت دوں گا کہ وہ پہلے PEF کے سسٹم کو آکر دیکھیں، غور کریں کہ کس طرح ایک غریب کا بچہ جس کو اپنی فیس بھرنے کی فکر نہیں، جس کو اپنی کتابیں لینے کی فکر نہیں، اس کا کام صرف اور صرف یہ ہے کہ ایک پرائیویٹ سکول کے اندر جو کہ PEF سے منظور شدہ ہے اس کے اندر جائے اور پھر تعلیم کی فکر چھوڑ دے۔ وہاں پر معیار تعلیم پر focus کیا جاتا ہے۔ وہاں کے نتائج، بڑی اچھی بات ہے کہ چیف منسٹر صاحب کے اقدامات کی وجہ سے سرکاری سکولوں کے نتائج بہت اچھے ہو رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اگر آپ سرکاری سکولوں کے نتائج اور PEF سکولوں کے نتائج کا موازنہ کریں گے تو یقیناً آپ کو PEF سکول اس سے آگے نظر آئیں گے اور اس کے اندر per student جو تعلیمی اخراجات ہیں وہ کسی بھی سرکاری سکول سے کئی درجے کم ہیں۔ میں شکر گزار ہوں حکومت کا کہ انہوں نے PEF کو focus کیا ہے اور لگ بھگ 7۔ارب روپے کی رقم اس بجٹ کے اندر مہیا کی ہے۔اس کے علاوہ ایگریکلچر کے شعبہ کو اگر آپ accumulate کریں تو لگ بھگ 37۔ارب روپے اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں کیونکہ ایگریکلچر ہماری economy کی backbone ہے اگر ہم اس کو look after نہیں کریں گے تو پھر ہمارے ملک کی ترقی مشکل ہو جائے گی۔ ہمارا ملک cotton growing country ہے، ہمارا ملک wheat producing country ہے اور اس کی irrigation کے لئے 22۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں یہ بھی ایک قابل ستائش عمل ہے۔اس کے علاوہ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ میرا تعلق احمد پور شرقیہ جیسی دور افتادہ تحصیل سے ہے جو پنجاب کی سب سے بڑی تحصیلوں میں سے ایک تحصیل ہے۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ اسے بھی consider کیا جائے کہ احمد پور شرقیہ کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔اس کے علاوہ ہمارے ہاں جو نہری نظام ہے اس کے اندر بھی بہتری کی گنجائش ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ نہری نظام کی بہتری کے لئے جو فنڈز انہوں نے مختص کئے ہیں انشاء اللہ العزیز اس سے بھی ہمارے علاقے میں خاطر خواہ ترقی ہو گی۔اس کے علاوہ میں آپ کی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف بھی دلانا چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے، بس wind up کریں۔

قاضی عدنان فرید: جناب والا! ایک منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں PEEF کا نظام بھی متعارف کروایا گیا یعنی Punjab Educational Endowment Fund، پاکستان کی تاریخ کا یہ ایک انقلابی قدم ہے۔ میں ذاتی طور پر ان طالب علموں کو جانتا ہوں جو پاکستان میں اپنی تعلیم بڑی مشکل سے جاری رکھ سکتے تھے اور ان کو بین الاقوامی شہرت یافتہ یونیورسٹیوں میں داخلہ ملا اور الحمد للہ وہ اپنی تعلیم PEEF کے فنڈ سے مکمل کر کے واپس اپنے ملک کے اندر آ کر خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ بہت شکریہ، بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راجہ راشد حفیظ صاحب!

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے یہاں بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں حکومت پنجاب اور پاکستان مسلم لیگ کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے پاکستان تحریک انصاف کو KPK میں حکومت بنانے کا موقع دیا، جس طرح انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں ذکر کیا اور یہ ان کی good governance تھی جس کی وجہ سے شاید پنجاب میں انہیں موقع مل سکا کہ وہ اپنی good governance کے ذریعے دھاندلی کرتے ہوئے پاکستان تحریک انصاف کا mandate چرا سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے شہر کی طرف آؤں گا جہاں پر پچھلے پانچ سال میں مری روڈ پر صرف اور صرف دو پل تعمیر کئے گئے اور اس دفعہ پورے پوٹھوہار ریجن کے لئے ایک میٹرو بس کا لارا لگا دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جو پرانے پراجیکٹس چل رہے تھے وہ زیادہ ضروری تھے جن میں سب سے اہم ترین پراجیکٹ نالہ لئی کا تھا۔ اگر حکومت نالہ لئی کا پراجیکٹ مکمل کر دیتی تو اس سے دو قسم کے فائدے حاصل ہو سکتے تھے۔ ایک تو مری روڈ پر جو دو پلوں کی صورت میں investment کی گئی تھی ان کی ضرورت ہرگز نہ ہوتی۔ نالہ لئی کے دونوں طرف سڑک بنی تھی جس سے ہمارے شہر کی ٹریفک کا تمام مسئلہ حل ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ نالہ لئی ہر سال بے شمار لوگوں کو بے گھر کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کئی جانیں بھی جاتی ہیں۔ جب 2007 میں مسلم لیگ (ق) کی حکومت ختم ہوئی تو اس وقت اس پراجیکٹ پر کام جاری تھا اور اس کے لئے کافی حد تک فنڈ بھی فراہم کیا جا چکا تھا۔ اگر یہ پراجیکٹ مکمل کیا گیا ہوتا تو آج شاید راولپنڈی کے عوام کو اس میٹرو بس کی ضرورت ہوتی اور نہ ہی مری روڈ پر کسی انڈر پاس کی ضرورت ہوتی۔ میری گزارش ہو گی کہ جس حد تک ممکن ہو سکے نالہ لئی کے پراجیکٹ پر کام کیا جائے اور اسے مکمل کرایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی اس وقت کا ایک اور پراجیکٹ ٹی بی ہسپتال جو

میرے خیال میں فیڈرل کا پراجیکٹ تھا اس کی بلڈنگ مکمل ہو گئی ہوئی ہے اور وہاں پر پچھلے پانچ سال سے مشینری بھی اسی طرح سے موجود ہے لہذا میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پراجیکٹ کو جلد از جلد مکمل کرے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تعلیم کے حوالے سے بے شمار ایسے نعرے دیئے گئے جنہیں دیکھتے ہوئے شاید لوگوں نے کچھ ووٹ بھی دیئے ہوں لیکن عملی طور پر اس بجٹ میں وہی پرانا سسٹم اور وہی پرانا طریق کار دہرایا گیا اور کوئی ایسی بڑی تبدیلی نظر نہیں آئی جس سے ہم سمجھ سکیں کہ پنجاب میں تعلیمی نظام بہتری کی طرف جائے گا۔ دانش سکول اور سکول کے حوالے سے جتنے بھی پراجیکٹس ہیں وہ طبقاتی نظام تعلیم فروغ دے رہے ہیں۔ میرے خیال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں اس وقت ان چیزوں سے بالا تر ہو کر سوچنا چاہئے کہ ہم کوئی ایسا سسٹم متعارف کرائیں کہ جس میں سنگل سلیبس ہو تاکہ یہاں پر پرائیویٹ انگلش میڈیم سکول جو سلیبس پڑھا رہے ہیں آپ کے سرکاری سکولوں میں بھی وہی سلیبس پڑھایا جا سکے۔ ایک بچہ جو سرکاری سکول میں تعلیم حاصل کرتا ہے اسے وہی تعلیم جو Froebel's، بیکن ہاؤس، سٹی سکول اور اس وقت لاہور کے جو بڑے بڑے سکولوں میں مل رہی ہے وہ اسے بھی مل سکے لیکن ہمارے سرکاری سکولوں کے اساتذہ اس حد تک trained نہیں ہیں لہذا اس پر خاص طور پر توجہ دی جائے۔ اگر ہم نے سلیبس کو بہتر کرنا ہے تو پھر ان کی ٹریننگ بھی ضروری ہے، میرا ذاتی خیال ہے کہ ان اساتذہ کی تنخواہیں کم ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ اگر کوئی استاد اپنے گھر کے حالات سے متاثر ہو اور وہ صبح جا کر بچوں کو بہتر طریقے سے تعلیم دے سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں conclude کروں گا۔ آپ نے ہیلتھ کی مد میں ہسپتالوں میں جو ادویات فراہم کی ہیں۔ وہ ادویات صرف آپ کی کتابوں میں موجود ہیں لیکن ایمرجنسی میں اس قسم کی کوئی سہولت فراہم نہیں کی جا رہی۔ میں اس حوالے سے حکومت پنجاب کو سلام پیش کرتا ہوں کہ میں نے پڑھا تھا کہ غریب کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دینی چاہئے اور پنجاب گورنمنٹ نے ایک ہزار نئے جج، ایک ہزار نئے ROs جن کی وجہ سے آج انہوں نے گورنمنٹ قائم کی وہ نئے بھرتی کرنے کا اعلان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ مزدور کو اس کی مزدوری دے رہے ہیں اور آگے بھی اپنے لئے ٹیم تیار کر رہے ہیں جو ان کو الیکشن میں مددگار ثابت ہو سکے۔ میں بجلی کے بحران کے حوالے سے صرف ایک جملہ کہوں گا کہ ہم نے ہمیشہ یہی سٹیٹمنٹ سنی کہ بجلی کا بحران فیڈرل سبجیکٹ

ہے اور انہوں نے یہی بتایا کہ پنجاب گورنمنٹ کوشش کرتی رہی لیکن پنجاب کے ساتھ سوتیلی ماؤں جیسا سلوک ہوتا رہا۔اب ماں بھی سگی ہے اور بچے بھی سگے ہیں لہذا میں امید کرتا ہوں کہ بجلی کے اس بحران کو جلد از جلد حل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ۔ جناب عبدالروف مغل صاحب!۔۔۔جناب عبدالروف مغل صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ملک مظہر عباس راں صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ملک محمد ظہور انور صاحب!

ملک محمد ظہور انور: .Thank you very much Mr. Speaker یہ ایک تاریخی دن ہے کہ حکومت نے نئے سال کا بجٹ پیش کیا ہے میری اس سلسلے میں تحصیل تلہ گنگ کے متعلق چند ایک گزارشات ہیں اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ یہ متوجہ ہوں اور اس میں یہ کمیاں پوری کر لیں۔ پچھلے مہینے کی 6 تاریخ کو میاں محمد نواز شریف صاحب نے تلہ گنگ میں جلسہ عام کیا اور چند ایک اعلانات کئے وہ اس بجٹ میں incorporate ہونے چاہئیں لیکن وہ نہیں ہیں۔شاید انہیں اس وقت سے اب تک ٹائم نہیں ملا میں خاص طور پر وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں۔ایک تو انہوں نے کہا کہ یہاں پر تعلیم کی کمی ہے اور علاقے کی ترقی اور تعلیم کو فروغ دینے کے لئے یہاں پر جو گورنمنٹ کالج ہے اسے یونیورسٹی کا درجہ دینا چاہئے لہذا میں گزارش کروں گا کہ اسے بجٹ میں شامل کرنا چاہئے۔انہوں نے دوسری بات کہی کہ وہاں پر medical facilities نہیں ہیں۔تلہ گنگ دور دراز علاقہ ہے وہاں صرف ایک پچاس بیڈ کا ہسپتال ہے انہوں نے فرمایا کہ یہاں پر میڈیکل کالج ہونا چاہئے اور اس کے لئے ٹیچنگ ہسپتال بھی بننا چاہئے۔انہوں نے تیسرا اعلان یہ کیا کہ وہاں پر انجینئرنگ کالج بھی ہونا چاہئے کیونکہ تلہ گنگ میں employment opportunities نہیں ہیں اس لئے وہاں پر انجینئرنگ کالج بننا بہت ضروری ہے لہذا میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ اس کے لئے بھی provision رکھیں لیکن شاید وزیر خزانہ میری طرف متوجہ ہی نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ان کی توجہ ادھر ہی ہے۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! اگر تقریر کرنے کے بعد وزیر خزانہ کسی کی بات نہ سنیں، کسی کی تجویزیں ہی نہ سنیں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ کی ساری بات ریکارڈ ہو رہی ہے اس لئے آپ فکر نہ کریں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! بعد میں اسے کوئی نہیں پڑھے گا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میاں محمد نواز شریف صاحب نے تلہ گنگ میں ایک بہت ہی important announcement کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تلہ گنگ کو ضلع بنانا چاہئے اور وہاں پر انہوں نے باقاعدہ اعلان بھی کیا تھا کہ ہم تلہ گنگ کو ضلع بنائیں گے لیکن اس بجٹ میں ایسی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی جس سے واضح ہو کہ پنجاب حکومت یا مقامی انتظامیہ اس سلسلے میں کوئی steps لے رہی ہے۔

اس سے پہلے حکومت پنجاب نے "لاوا" جہاں پر میرا گھر ہے کو تحصیل بنایا۔۔۔(شور وغل) لیکن ابھی تک اس پر کوئی پیشرفت نہ ہوئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس مقصد کے لئے جو پندرہ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں وہ کم ہیں۔ اس رقم کو بڑھا کر 20 کروڑ روپے کر دیا جائے کیونکہ اس میں تحصیل Campus کے علاوہ lind roads (ایک موضع لیٹی سے ملانے کے لئے اور دوسری موضع کوٹ گلہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی کر کے خاموشی اختیار کریں۔ گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں لیکن ایوان میں خاموشی اختیار کریں۔

MALIK MUHAMMAD ZAHOOR ANWAR: Sir! Are you addressing the Finance Minister?

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ملک صاحب کی باتیں نوٹ کریں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے ابھی منسٹر صاحب کی توجہ میری گزارشات کی طرف دلائی ہے، یہ جو باتیں ہم سب ممبران یہاں کرتے ہیں، تجاویز دیتے ہیں اور اپنے علاقے کے متعلق گزارشات کرتے ہیں تو وہ علاقے کی بھلائی کے لئے ہوتی ہیں۔ یہ ایوان اسی لئے ہے اور ہمیں عوام نے بھی اسی مقصد کے لئے منتخب کیا ہے۔ اگر یہاں پر آکر ہم کوئی تجویز دیتے ہیں یا علاقے کی ترقی کی بات کرتے ہیں اور وزیر صاحب اس کی طرف توجہ نہ دیں تو پھر یہ بہت ہی افسوسناک بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب توجہ دے رہے ہیں اور آپ کی باتیں ریکارڈ بھی ہو رہی ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اپنی بات مکمل کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بجٹ پر عام بحث ہو رہی ہے اور آپ کے اپنے علاقوں کی بات ہو رہی ہے اس میں بھی آپ نے کورم point out کر دیا ہے۔ بہرحال کورم point out ہو گیا ہے لہذا گنتی کی جائے(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورا پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ ملک صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

سالانہ بجٹ برائے سال 2013-14 پر عام بحث

(---جاری)

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ تلہ گنگ، میانوالی روڈ کی حالت نہایت ہی خستہ ہو چکی ہے۔ پچھلے دور میں پرویز الہیٰ صاحب نے اس کو بنوانے کی کوشش کی تھی لیکن کبھی بھی یہ اچھی حالت میں نہیں بن سکی بلکہ جب بنی تھی تو اسی وقت سے ہی یہ ٹوٹنا شروع ہو گئی۔ اب بھی اُس سڑک کی حالت ایسی ہے کہ اُس پر گاڑیاں چلانی مشکل ہیں اور آئے دن accidents ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بہت اہم روڈ ہے اور اس پر VIP movement بھی بہت زیادہ ہوتی ہے لہذا اس روڈ کو بہتر بنایا جائے۔ میاں محمد نواز شریف صاحب جب تلہ گنگ گئے تھے تو انہوں نے جلسے میں کہا تھا کہ یہاں پر میڈیکل کالج بننا چاہئے تو تلہ گنگ میں میڈیکل کالج بھی بنایا جائے۔ یہ میری گزارشات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب اعجاز خان صاحب!--- موجود نہیں ہیں۔ جناب عامر سلطان چیمہ صاحب!--- موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہاں پر دو دن پہلے بجٹ کے نام پر جو تحریر پڑھی گئی ہے مجھے اس میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس کے لئے میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کر سکوں۔ سالانہ میزانیہ عوام کی اُمنگوں کا ترجمان ہوتا ہے جو کہ عوام کے مسائل کو

مدنظر رکھ کر ترجیحات طے کی جاتی ہیں کہ اس وقت ہمارے صوبے میں عوام کو کیا کیا مسائل درپیش ہیں اور اُن کے مطابق بجٹ میں funds allocate کئے جاتے ہیں اور ترجیحات متعین کی جاتی ہیں۔ آپ نے بجٹ پر بحث کے لئے بہت کم وقت دیا ہے اس کم وقت میں پورے بجٹ کا احاطہ کرنا میرے لئے ناممکن ہے لیکن میں چاہوں گا کہ اس موقع پر اپنے حلقہ کے مسائل اُجاگر کر سکوں۔ راولپنڈی کو صرف میٹرو بس کا ایک "لارا" دیا گیا ہے جو کہ "جنگلہ بس" کے نام سے مشہور ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی کے ساتھ اور خصوصاً راولپنڈی سٹی کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا اُس کا رزلٹ یہ نکلا کہ وہ نام نہاد نمائندے جو "سب اچھا" کی رپورٹ دیتے تھے، جی حضوری کرتے تھے اور اس ایوان میں آکر اپنے مفاد حاصل کرتے تھے عوام نے اُن کو مسترد کر دیا اور اس دفعہ راولپنڈی کی عوام نے راولپنڈی کے حقیقی نمائندے اس ایوان میں بھیجے ہیں تاکہ ہم اپنے حقوق کا تحفظ کر سکیں اور اپنے حقوق لے بھی سکیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ہمارے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور آپ انہیں دانش سکول دے رہے ہو، آپ انہیں لیپ ٹاپ دے رہے ہو اور آپ انہیں موٹرویز دے رہے ہو، ان چیزوں کی ضرورت اور افادیت سے انکار نہیں لیکن یہ چیزیں اُس معاشرے میں top priorities میں آتی ہیں جہاں آپ کے لوگوں کو بنیادی وسائل میسر ہوں۔ ایک شخص بھوک سے مر رہا ہے آپ اُس کو دو ہزار روپے کا سوٹ پہنا دو گے تو وہ بچے گا نہیں۔ اُس کے مسئلہ کا حل 20 روپے کی روٹی ہے، دو ہزار روپے کا سوٹ نہیں۔ ہمیں دانش سکولوں اور "جنگلہ بسوں" کے "لارے" دے کر مذاق کیا جا رہا ہے۔ ہمارے لوگوں کے لئے ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں، ہسپتالوں کی مشینریاں خراب ہیں جن کی وجہ سے ٹیسٹ نہیں ہو پا رہے اور لوگ بیماریوں سے مر رہے ہیں۔ ہمارے ہسپتال جو شفاء خانے ہوا کرتے تھے اور شفاء خانے ہونے بھی چاہئیں آج وہ موت کی انتظام گاہ بن چکے ہیں اور اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہماری ترجیحات درست نہیں ہیں۔ ہمارے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم سب سے پہلے اُن کی بھوک کا بندوبست کریں۔ آپ نے 28۔ارب روپیہ سستی روٹی پر ضائع کیا، آپ یہی 28۔ارب روپیہ زمیندار کو دو، اُس کو کھادیں سستی دو، اُس کو ٹیوب ویل پر سبسڈی دو تاکہ آپ کی لاگت کم آئے، آپ کی گندم سستی پیدا ہو تو آٹا خود بخود نیچے آ جائے گا۔ آپ نے 20۔ارب 47 کروڑ روپیہ توانائی کے لئے رکھا ہے یہ ٹوٹل بجٹ کا 2.3 فیصد بنتا ہے اسی سے سنجیدگی کا اندازہ ہوتا ہے کہ عوام کو پیش آنے والی مشکلات کا حکومت کو کتنا احساس ہے۔ اس بجلی کی وجہ سے رات کو ہمارے بچے سو نہیں سکتے، ہمارے مزدور کام نہیں کر سکتے، ہمارے کارخانے بند ہیں جس کی وجہ سے ہماری import ختم

ہو چکی ہے۔آپ کو top priority پر بجلی دینی چاہئے تھی اور یہ "جنگلہ بس" آپ دو سال بعد بھی شروع کر سکتے تھے، دو سال بعد بھی آپ لیپ ٹاپ دے سکتے تھے، دو سال بعد بھی آپ دانش سکول کھول سکتے تھے لیکن اس وقت ہمارے لوگ اندھیروں میں ہیں اور گرمی سے مر رہے ہیں۔ آپ ہمیں "جنگلہ بس" کے پیچھے نہ لگائیں، آپ ہمیں دانش سکولوں کے "لارے" نہ دیں، آپ ہمیں یہ ہائی ویز کے "لارے" نہ دیں۔ خدا کے لئے ہمیں مرنے سے بچائیں، خدا کے لئے ہمیں بھوک سے بچائیں، خدا کے لئے ہمیں بیماریوں سے بچائیں جو بنیادی ضروریات ہیں یہ آپ پوری کر دیں ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میرا تعلق چونکہ خطہ پوٹھوہار سے ہے تو مجھے اس بجٹ میں جنگلات کے لئے کچھ نہیں ملا۔ جس بیدردی سے جنگلات ضائع ہو رہے ہیں اور pollution بڑھ رہی ہے میں اس مسئلہ کی جانب وزیر خزانہ کی توجہ دلاؤں گا کہ خدا کے لئے اس کی طرف بھی توجہ دیں۔ مجھے اس بجٹ سے ایک جملہ ملا ہے کہ ہم سادگی اپنائیں گے، ہم کاروں پر جھنڈا نہیں لگائیں گے۔ خدا کے لئے کوئی مجھے سمجھا دے کہ کاروں پر جھنڈا نہ لگانے سے کتنی بچت ہوگی، کتنی سادگی آئے گی؟ اگر یہ بتا دیا جاتا کہ وزراء کون سی گاڑی استعمال کریں گے، وزراء کا fuel کتنا ہوگا، وزراء کے گھروں کا بجلی کا خرچ کیا ہوگا تو میں مانتا کہ شاید ہم سادگی کی طرف جا رہے ہیں لیکن جھنڈے اُتارنے سے سادگی نہیں آتی، سادگی عملی اقدام سے آتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جناب ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: خُداوند یسوع المسیح کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں اپنے قائدین وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو اس بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی کاوشوں اور اُن کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ:

ہم سب پاکستانی ہیں اپنی آپ کہانی ہیں
سب کردار برابر کے ہیں ہم سب اس کے بانی ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس بجٹ کو ایک متوازن بجٹ قرار دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی ترقی اور خاص طور پر پنجاب کی ترقی کے لئے یہ بجٹ بڑا معاون ثابت ہوگا۔ میں اگر بجٹ کی اس کاپی کو دیکھوں تو صفحہ نمبر 10 کے پیرا نمبر 18 پر کرسمس بازار کی بات کی گئی ہے تو میں اس کے ساتھ ایک اور بات کا اضافہ کرانا چاہوں گا کہ ہمارے روزوں کے بعد ایسٹر کی عید آتی ہے۔ آپ نے کرسمس بازار کی بات تو کی ہے لیکن آپ نے روزوں کے بعد عید بازار کی بات نہیں کی تو میں یہ چاہوں گا کہ کرسمس کے ساتھ روزوں اور ایسٹر پر بھی بازار لگنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کروں گا کہ صفحہ نمبر 26 پر پیرا گراف 54 میں اقلیتی فنڈز کی بات کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت کم ہے اس کو بڑھانا چاہئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب میں سب سے بڑی اقلیت Christians کی ہے اس لئے آپ کو آبادی کے لحاظ سے اس کے فنڈز کو بھی بڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں مرے کالج سیالکوٹ اور Christian گرلز ہائی سکول سیالکوٹ کی بات بھی کروں گا کیونکہ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ میرے قائد خواجہ محمد آصف صاحب جو وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی ہیں انہوں نے محنت اور کاوش سے ہمیشہ سیالکوٹ کی بہت خدمت کی ہے۔ وہ پانچ دفعہ یہاں سے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے بھی بات کی ہے اور میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ مرے کالج ہمیں واپس دیا جائے کیونکہ یہ سابقہ حکومت کی پالیسی اور ہمارا دیرینہ مطالبہ تھا جسے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پورا کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ حاجی پورہ میں ایک Christian گرلز ہائی سکول ہے اس کو بھی واپس کیا جائے۔ یہ ہماری بہت بڑی خواہش اور پُرزور مطالبہ ہے کہ جتنے بھی ادارے 1972 میں نیشنلائز کئے گئے تھے ان کو واپس کیا جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ کی کتاب میں سیالکوٹ میں ایک ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے قیام کی بات ہوئی ہے۔ میں اس پر حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! یہاں Extended Programme on Immunization (EPI) کی بات کی گئی ہے، میرا تعلق ہیلتھ سے ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج کا بچہ کل جب جوان ہوگا تو پاکستانی قوم اور پاکستان کا ایسا ستون ہوگا جو ہر بیماری سے پاک طاقتور ہوگا۔ اس لئے EPI پر NGOs اور Christian مشن ہسپتالوں کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ EPI کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دی جا سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب اعجاز حسین بخاری صاحب!۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ سعدیہ سہیل صاحبہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج میرا یہ پہلا موقع ہے کہ میں اس floor پر بات کر رہی ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں سے جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم اگر آج اس مجلس میں اور اس مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں تو ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ہم عوام کی بھلائی کر سکیں۔ ہمیں پارٹیوں سے بالاتر ہو کر عوام کے لئے سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے بات ہے تو میرے قائد اس پر بہت تفصیلاً تبصرہ کر کے چلے گئے ہیں۔ میرے دوسرے colleagues نے بھی بہت اچھے طریقے سے اس پر بات کی ہے۔ یہاں بار بار ایجوکیشن پر بات کی گئی ہے۔ کبھی دانش سکول پر بات ہوئی، کبھی گورنمنٹ کے سکولوں پر بات کی گئی اور یہ show کیا گیا کہ دانش سکولوں نے بڑا کام کیا ہے اور گورنمنٹ کے سکولوں نے بڑا کام کیا ہے۔ ہمیں بیکن ہاؤس کے طعنے بھی دیئے گئے لیکن میں یہاں ایک چھوٹی سی بات mention کرنا چاہتی ہوں کہ N.A-119 حلقہ حمزہ شہباز شریف جو آپ کے اور ہمارے خادم اعلیٰ کے بیٹے ہیں، جہاں ایک چھوٹا سا گورنمنٹ پرائمری سکول ہے جو ٹیکسالی گیٹ پر ہے وہ پورا سکول ڈیڑھ مرلہ پر مشتمل ہے اس میں پانچ کمرے ہیں، دو گراؤنڈ فلور پر، دو پہلی منزل پر اور دوسری منزل پر ایک کمرہ ہے۔ اس میں total students کی تعداد 150 ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہاں اساتذہ کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے کیونکہ ایک ڈیڑھ مرلہ کے سکول میں آپ کتنے students ڈال سکتے ہیں۔ اس علاقے کے لوگ انتہائی غریب ہیں جو اپنے بچوں کو دور نہیں بھیج سکتے۔ وہ داخلے کی نیت سے آتے ہیں لیکن پرنسپل منع کر دیتی ہے کیونکہ ایک ایک انچ کے حساب سے بھی بچے کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔ وہاں پانی کی facility نہیں ہے، وہاں کا نلکا بند ہو چکا ہے، پانی چوری کر کے وہاں پہنچایا جاتا ہے تاکہ بچوں کو پینے کا پانی میسر ہو سکے۔ ہم باتیں بہت بڑی بڑی کر رہے ہیں کہ ہم بہت بڑا بجٹ پیش کر رہے ہیں تو خادم اعلیٰ کے بیٹے اس علاقہ سے پچھلے پانچ سال بھی قومی اسمبلی کے ممبر تھے اور اب بھی وہ وہاں سے منتخب ہوئے ہیں۔ کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ گورنمنٹ کا وہ سکول اس حال میں کیوں اور کیسے ہے؟ اس کا جواب پہلے دیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں مانتی ہوں کہ ہمارے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ بھی گورنمنٹ سکولوں سے پڑھے ہیں، ریلوے گریفن سکول کے پڑھے ہوئے ہیں، گورنمنٹ کالج سے پڑھے ہوئے ہیں تو یہ معیار سکولوں کا تھا۔ میں آج یہاں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ بہت سے لوگ جو یہاں بیٹھے

ہیں وہ گورنمنٹ کے سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں جو یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہم نے آج گورنمنٹ سکولوں کا کیا حال کیا ہے۔ پچاس ہزار سکول تھے جن میں دن بدن بچوں کی تعداد کم ہوئی ہے۔ میں نہیں کہہ رہی بلکہ سکول ایجوکیشن ویب سائٹ پر ہے کہ 2010 سے 2013 میں ان سرکاری سکولوں میں بچوں کی تعداد بہت کم ہوئی ہے۔ آپ کے اساتذہ، والدین اور بچوں نے گورنمنٹ سکول سسٹم کو reject کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ ان میں basic facilities نہیں ہیں۔ آپ کے اپنے حلقوں میں سکولوں کی یہ حالت ہے۔ آپ کے محمد اسلم کمبوہ پنجاب کے سیکرٹری سکولز تھے جن کی موجودگی میں پنجاب میں گورنمنٹ کے سکولوں کا level بہت نیچے آیا۔ اب ہم نے ان کو ہائر ایجوکیشن کا سیکرٹری بنا دیا ہے یعنی گورنمنٹ کالج ان کے under کر دیئے ہیں تاکہ ان کا بھی یہی حال ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مجھے بہت افسوس ہے۔ براہ مہربانی ان چیزوں کو مدنظر رکھا جائے کیونکہ تعلیم بنیادی چیز ہے۔ آپ یونیورسٹی کی سطح تک جنہیں laptop اور سولر انرجی سسٹم دیتے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے یہ ضرور ملنے چاہئیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ نہیں ملنا چاہئے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہماری population میں سے کتنے فیصد بچے یونیورسٹیوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ ان میں بھی ایک percentage ہوتی ہے جس کو یہ laptop اور سولر انرجی سسٹم دیئے جاتے ہیں۔ وہ مخصوص لوگ ہوتے ہیں، وہ کوئی بھی ہو سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ وہ biased ہیں وہ سب کو دیتے ہوں گے لیکن آپ کے اخراجات کی بھی ایک limit ہے اس لئے آپ پہلے پرائمری سکولوں پر توجہ دیں کہ لوگ یونیورسٹی تک تو پہنچیں۔ یہ بہت اہم چیزیں ہیں، ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ میں خاص طور پر چاہوں گی کہ میری اس تقریر کے بعد وہ جو ڈیڑھ مرلہ کا سکول ہے اس پر ضرور نظر ثانی کی جائے۔

جناب سپیکر! میں خواتین کے حوالے سے بات کروں گی کیونکہ میں خود خاتون ہوں اور یہاں بیٹھی خواتین ممبران ساری میری بہنیں ہیں یہ میرے لئے قابل عزت اور قابل احترام ہیں مگر ہم میں سے کوئی بہن اٹھ کر ایک غریب بہن کے منہ پر تھپڑ مار دیتی ہے تو یہ ہم سب کے لئے باعث شرم ہے۔ ہم یہاں ان کے حقوق کی بات کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ ہم ان کے حقوق کو پامال کرنے کے لئے نہیں بیٹھے۔ مجھے یہی کہنا تھا۔ Thank you very much

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں کہ ہم سب لوگ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جیت کے بعد اس ایوان

میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اس عزم کے ساتھ اکٹھے ہوئے ہیں کہ ہم نے اس ملک کی تعمیر نو کرنی ہے۔ ہم نے غریب لوگوں کی مدد کرنی ہے۔ میں آج اس ایوان میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کو پاکستان کا وزیر اعظم اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو صوبہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ بننے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پاکستانی قوم کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اندھیروں، بدامنی، دہشتگردی اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے پاکستان میں میاں محمد نواز شریف صاحب کو وزیر اعظم بنا کر عوام کے دلوں میں ایک نئی امید اور نیا ولولہ پیدا کیا۔ میں اس کے لئے صرف اتنا کہوں گا کہ:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

جناب سپیکر! آج کے اس بہترین بجٹ پر چند نئے آنے والے لوگ اس کو سمجھتے اور نہ جانتے ہوئے صرف بحث برائے بحث اور تنقید کر رہے ہیں۔ میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کی ٹیم کو اور ان کے افسران کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے پنجاب کے لئے ایک متوازی بجٹ پیش کیا اور اگر اللہ کی رحمت ہوئی تو ہم اگلے چند سالوں میں اس سے بہتر surplus budget میں جائیں گے۔ یہ ایک ایسا متوازی بجٹ ہے جس میں جاری اخراجات 607۔ارب روپے اور ترقیاتی اخراجات 290۔ارب روپے کے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ تیسرا حصہ ترقیاتی اخراجات میں خرچ کرنا پنجاب کی تشکیل نو اور خوبصورت کرنے کا فیصلہ ہے۔ میں ترقیاتی بجٹ کو پچھلے مالی سال کے بجٹ سے 16 فیصد زیادہ پیش کرنے پر تمام لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں قائد محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کے دفتری اخراجات میں 30 فیصد کمی پر بھی اُن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے احکامات کے مطابق تمام محکموں کو 15 فیصد اخراجات کم کرنے کی ہدایت پر بھی ان کا مشکور ہوں۔ تمام محکموں کے حجم کم کرنے کے لئے نیا کمیشن تشکیل دینے پر، 26 فیصد رقم تعلیم پر خرچ کرنے اور تقریباً 11 فیصد رقم صحت پر خرچ کرنے کے لئے بھی میں ان کا ممنون ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 26 فیصد رقم تعلیم پر اس لئے خرچ کی جا رہی ہے کہ آنے والے وقت میں اس ملک کی سیاست میں "مٹی پاؤ" جیسے سیاستدان پیدا نہ ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ترقیاتی بجٹ جنوبی پنجاب کو دینے کی جو نئی روایات میرے قائد محترم نے پچھلے سال اور اس سال پیدا کیں، میں صرف ان لوگوں سے سوال کرتا ہوں جو لوگ جنوبی

پنجاب میں اپوزیشن کے ممبر تھے، جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے اور انہوں نے غریب لوگوں کے لئے سکول کھلنے دیئے اور نہ ان کے لئے ہسپتال تعمیر ہونے دیئے اس لئے کہ کل آنے والے وقت میں کہیں یہ غریب ہمارا سامنا نہ کریں آج میں انہیں اس بات پر شرمندہ کرتا ہوں اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کی اس کاوش پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کے لئے 32 فیصد بجٹ کا اجراء کیا۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ان حالات میں دس فیصد بڑھانے پر بھی میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کون کہتا ہے کہ غریبوں کے لئے کام نہیں ہو رہا جبکہ غریب لوگوں کے لئے 36۔ارب روپے کی subsidy اور ضلعی حکومتوں میں 239۔ارب روپے کی تقسیم ایک بہترین فیصلہ ہے۔ امیر علاقوں میں دو کنال سے بڑے گھروں پر ٹیکس لگانے پر بھی میں قائد محترم کے اس فیصلے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے غریبوں پر ٹیکس لگانے کی بجائے امیروں سے لے کر اس پیسے کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا جو میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔ اسی طرح امیر آبادیوں میں پانچ مرلہ کے وہ گھر جو 75/75 لاکھ روپے کے بکتے ہیں ان پر بھی ٹیکس کی مراعات اور چھوٹ کو ختم کرنے اور وزراء کی نئی گاڑیوں کو نہ خریدنے کا فیصلہ بھی بہت اچھا ہے جس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہاں پر غریب لوگوں کی بات کی جاتی ہے تو جنہوں نے 60 ہزار روپے کا جوتا پہنا ہو، جنہوں نے 30 لاکھ کی گھڑی پہنی ہو اور جو 2 کروڑ روپے کی گاڑی میں آتے ہوں وہ کس طرح غریبوں کی بات کریں گے جن کے گھر کے قریب اگر غریب ورکر بھی جائے تو ان کے گھر سے پالتو کتّا ان کو بھونکتا ہے۔ غریب لوگوں کی بات کرنے والوں سے میں یہ کہوں گا کہ پہلے غریبوں کی جھونپڑی میں جاؤ، پہلے ان کے حالات دیکھو اور یہ بھی دیکھو کہ تم اس کو کھلاتے کیا ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر: فی الحال آپ wind up کریں کیونکہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! اجے تے شروع ہویا جے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں کیونکہ پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ آخری بات کریں۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! مجھے گنتی کے صرف دو منٹ دے دیں۔ میں اس ایوان میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج میرے قائد پر تنقید کرنے والے کتابی کیڑے جنہوں نے صرف کتاب پڑھ کر سیاست شروع کی جبکہ میرے قائد نے اس پنجاب کی گلی اور محلے سے سیاست شروع کی اور اس پنجاب

میں میرے قائد نے موٹروے بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ پاکستان کا کوئی سیاستدان پاکستان کی خدمت نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! بہت شکریہ۔ آخری بات کر کے wind up کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اس کو wind up ہی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ آخری بات کر کے wind up کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! اگر آپ بضد ہیں کہ میں اس کو wind up کروں تو میں اپوزیشن کو صرف ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر پاکستان تحریک انصاف کی معزز خواتین ممبران
احتجاجاً کھڑی ہو کر کہنے لگیں کہ ان کو زیادہ وقت دیا جا رہا ہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات ختم کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: میں ایک شعر پر اپنی بات ختم کرنا چاہ رہا ہوں کہ۔

جاں نثار اے وطن کے جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سَر اٹھا کے چلے
ہم بدلتے ہیں رُخ ہواؤں کا
آئے، دنیا ہمارے ساتھ چلے

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ان کا بھی مائیک بند کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے end کر دیا ہے اور میں نے ان کا مائیک بند کروا دیا ہے۔

MRS RAHEELA ANWAR: Sir, time is over now and this is discrimination.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہمیں بھی اتنا ہی ٹائم ملنا چاہئے جتنا آپ ان کو دے رہے ہیں اور ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔ یہاں discrimination ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہاں کوئی discrimination نہیں ہو رہی۔ عباسی صاحب! انہوں نے wind up کر دیا ہے۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ بات کریں گی۔ No cross talk, order in the House ڈھلوں صاحب! اب اس پر کوئی بات نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! 14-2013 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بجٹ عوام کی توقعات کے مطابق نہیں ہے کیونکہ مختلف علاقوں اور شہروں میں جو مظاہرے کئے جا رہے ہیں وہ ان کے جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ پچھلے دَور میں 13 فیصد inflation rate رہا ہے جو پچھلے چار decades میں سب سے زیادہ تھا اور بڑھتے ہوئے ٹیکسوں کی موجودگی میں میرا خیال ہے کہ تنخواہوں اور پنشن میں 10 فیصد اضافہ ناکافی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس وقت وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے حوالے سے کچھ باتوں کا حوالہ دینا چاہوں گی۔ بجٹ میں انہوں نے Millennium Development Goals کا ذکر کیا ہے جس میں ہمارے لئے بہت سے goals مقرر کئے گئے ہیں تو انہوں نے صرف ایجوکیشن کو target کیا ہے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ بہت سے اور بھی اہم اہداف تھے ان کے لئے وہ کوئی مثبت اور ٹھوس حکمت عملی پیش نہیں کر سکے جن کے اندر غربت اور افلاس سے نجات کا معاملہ تھا۔ اب غربت اور افلاس میں عوام کو مزید دھکیل دیا گیا ہے کیونکہ indirect taxation غریب عوام کو ہی directly effect کرتی ہے جس میں 48 فیصد کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں Millennium Development Goals میں ماں اور بچے کی صحت پر ہمیں کوئی مثبت پالیسی نظر نہیں آئی۔ اس کے اندر انہوں نے کچھ Organization کا ذکر کیا ہے جیسے Punjab Reproductive, Maternal, New Born and Child Health Authority تشکیل دینے کا کہا گیا ہے مگر ابھی یہ صرف paper work میں موجود ہے۔ اسی طرح Integrated Reproductive, Maternal, New Born, Child Health and Nutrition Programme ہے تو کیا یہ پروگرام کوئی عملی صورت اختیار کریں گے یا ماضی کی طرح یہ بھی کاغذی کارروائی ہی رہے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں دانش سکولوں کے حوالے سے یہ بات کروں گی کہ پچھلے tenure اور اس tenure میں ایک دانش سکول کے بجٹ میں 25 کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ ایک دانش سکول صرف 300 کے لگ بھگ بچوں کو cater کرتا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:No cross talk please مہربانی کرکے ان کی بات سنیں۔جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اسی طرح انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے ایک ارب روپے کی اضافی رقم رکھی ہے تو چھ دانش سکولوں میں جہاں 1800 کے قریب بچے پڑھیں گے ان کے لئے 6۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے جبکہ پنجاب کی پانچ کروڑ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے صرف اور صرف ایک ارب روپے کی اضافی رقم رکھی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی بات لیپ ٹاپ سکیم کے حوالے سے کروں گی اور میں یہاں پر بیٹھی ہوئی بہنوں سے یہ کہوں گی کہ ایک دفعہ آپ بھی بحیثیت ماں اس پر غور کریں۔لیپ ٹاپ کلچر کو دیکھیں تو یہ use سے زیادہ misuse ہو رہا ہے۔اس سے ایک تو بچوں کا وقت ضائع ہو رہا ہے جبکہ بچے اس کا غلط استعمال بھی کر رہے ہیں اور وہ اپنا وقت ایسی non productive activities میں گزار رہے ہیں کیونکہ لیپ ٹاپ کے ایک بٹن پر پوری دنیا آپ کے سامنے کھل جاتی ہے اور اس میں positive influences بھی ہوتے ہیں اور negative influences بھی ہوتے ہیں۔ ہماری نئی نسل میں اس سے negative influences بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے کیونکہ ہم نے انہیں undue exposure دے دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس سے بہتر یہ تھا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اساتذہ کی زیر نگرانی کمپیوٹر labs کی upgradation ہوتی جہاں بچے اپنے اساتذہ کی نگرانی میں اسے مثبت انداز میں استعمال کرتے اور وہ یونیورسٹی کے کچھ بچوں تک limit نہ رہتا بلکہ وہ ساری یونیورسٹی کے بچوں کے لئے استعمال ہوتا۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ ہماری اچھی اچھی یونیورسٹیوں کے اساتذہ کے پاس بعض دفعہ لیکچر prepare کرنے کے لئے کمپیوٹر کی سہولت موجود نہیں ہوتی۔اگر انہیں لیپ ٹاپ کی بجائے کالجوں اور یونیورسٹیوں کی کمپیوٹر labs کو upgrade کیا جاتا تو اساتذہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔

جناب سپیکر خواتین کے حوالے سے ایک اور چھوٹی سی بات ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں سستے آٹے کی فراہمی گو کہ ایک اچھا اقدام ہے مگر اس کا طریق کار انسانیت کی تذلیل ہے۔جس طریقے سے ٹرکوں کے پیچھے روزہ کی حالت میں خواتین کھڑی ہوتی ہیں اور وہ جس طرح سے دھکے کھاتی ہیں تو میری درخواست ہے کہ اس دفعہ اس کے لئے کوئی positive action لیا جائے تاکہ خواتین کی تذلیل نہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گھریلو تشدد حد سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے اور اس کے لئے میرا خیال ہے کہ پچھلے دور حکومت میں کچھ کام ہوا تھا لیکن اسے عملی جامہ نہیں پہنایا لہذا اس پر ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جائے۔ Luxury houses پر لگنے والے ٹیکس پر میں ایک اعتراض پیش کرنا چاہوں گی کہ اس میں انہوں نے صرف گھر کا سائز دیکھا ہے جبکہ ہم سب کو پتا ہے کہ ہر area کے لئے ایک D.C rate ہوتا ہے اور collector rate ہوتا ہے۔ گلبرگ کے چار کنال کے گھر کی جو value ہے وہ علامہ اقبال ٹاؤن، شاہدرہ، راوی ٹاؤن یا عزیز بھٹی ٹاؤن کے کسی گھر کی وہ value نہیں ہوتی۔ یہ فلیٹ ریٹ مناسب نہیں ہے۔ اس میں اگر collector rate کو مدنظر رکھا جاتا تو شاید اس پالیسی پر بہتر طریقے سے عملدرآمد ہوتا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک اعلان گمشدگی کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید صاحب خلاف واقعہ، خلاف توقع اور خلاف روایات ایوان سے گم ہو چکے ہیں۔ اگر وہ میری آواز سن رہے ہیں اور جہاں کہیں بھی موجود ہیں تو وہ ایوان میں آ جائیں۔ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ مہربانی کر کے بجٹ کے متعلق بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے بجٹ پر بھی بات کرنی ہے۔ میرا اعلان اگر انہوں نے سن لیا ہے تو وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! منسٹر صاحب موجود ہیں آپ اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ House in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران خاموشی سے بات سنیں۔ جی، شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آج مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ میں سات سال کے بعد یہاں اس معزز ایوان میں پہنچا ہوں، پچھلا tenure مجھ سے miss ہوا کیونکہ ہم پانچ وکلاء نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ منسٹر کی سیٹ پر ہیں لہذا دوسری سیٹ پر آ کر اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: کیا یہاں پر میں بات نہیں کر سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر کھڑے ہو کر آپ بات نہیں کر سکتے۔ Kindly تکلیف کر لیں اور دوسری سیٹ پر آ جائیں۔ مہربانی ہو گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ اعجاز احمد منسٹر کی نشست چھوڑ کر ممبر کی نشست پر آ گئے)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے میرا پورا وقت دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا وقت پورے پانچ منٹ کا ہے اور وہ آپ کو پورا دیا جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ سات سال بعد آج مجھے پنجاب کے سب سے اعلیٰ اور مقدس ایوان میں محو گفتگو ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو بطور قائد ایوان اور میاں محمد نواز شریف کو بطور وزیر اعظم پاکستان، سپیکر صاحب کو اور آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ آج آپ اس ایوان کا حصہ ہیں جو روایات کا بڑا مظہر ایوان ہے۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کی بات کی گئی تو آپ کا اس Chair پر تشریف فرما ہونا اور ایوان کو conduct کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کے ازالے کے لئے جو steps لئے گئے ہیں، اس کا ایک خوبصورت نمونہ آپ کی ذات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر جو دستاویز ہمیں تھمائی گئی ہے جو وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ پیش کیا، یہ دستاویز جو صوبہ پنجاب یا جس ایوان میں یہ پیش کی جاتی ہیں اس کے عوام کی امنگوں اور خواہشات کا مظہر ہوا کرتی ہیں۔ اگر وہ خواہشات اور اس کی امنگوں کی دستاویز ہیں تو اس کے ساتھ commitment دلجمعی، دیانتداری اور اس کے علاوہ ترجیحات کا مظہر بھی یہ دستاویز ہوا کرتی ہیں اور پھر ترجیحات کا مظہر اس سے بڑھ کر یہ دستاویز کیا بول سکتی ہیں کہ صوبہ پنجاب کے دس کروڑ کے لگ بھگ عوام، یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ سابقہ دور حکومت میں تبدیلی کی ایک ہوا چلی۔ یہ وہی ایوان ہے جس میں 2002 سے 2007 میں جنرل حسین مہدی کے در پر سجدہ ریز ہونے کے بعد ٹکٹیں حاصل کرنے کے بعد (ق) لیگ نے یہاں پر حکومت بنائی اور ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے جدوجہد کی سیاست کی اور یہ وہی ایوان ہے اور یہ وہی در و دیوار ہیں اور ان میں وہی اکثر ممبران ہیں جنہیں اس بات کا پتا ہے کہ اسی ایوان میں ایک شرمناک قرارداد پیش کی گئی جس میں جنرل مشرف کو دس مرتبہ باوردی صدر بنانے کی بات کی گئی۔ ایک ان کی ترجیح تھی کہ وہ ملک کے اندر جمہوریت کو پامال کر کے ڈکٹیٹر شپ کو دس سال کے لئے لانا چاہتے تھے اور اگر آپ اسے count کریں تو وہ میرے ملک کے پچاس سالوں پر مشتمل ہونے چاہئیں۔ پھر اسی اسمبلی میں ایک اور

خوبصورت اضافہ ہوا کہ ایک طرف جنرل مشرف کی وہ (B) ٹیم جو یہاں پر اسے دس سال کے لئے منتخب کروانا چاہتی تھی اور میرے قائد کا وژن دیکھیں کہ [*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات مناسب نہیں ہے۔ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! لیکن ان کا دل بالکل شیشے کی مانند صاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس بات کو چھوڑیں اور بجٹ پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بھی آنے لگا ہوں۔ ان کا دل شیشے کی مانند صاف ہے اور یہ وہ تبدیلی ہے کہ جدوجہد کرنے والے کارکنوں کو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے اس مقدس ایوان میں جگہ دی اور یہ وہ لوگ ہیں جو آج بھی پکار رہے ہیں۔ یہ جو میری بہنیں بیٹھی ہیں انہوں نے جدوجہد کی ہے یہ آج بھی پکار رہی ہیں کہ:

بارش ہوئی جفا کی ستم کی ہوا چلی
ہم وہ چراغ ہیں جو ابھی تک بجھے نہیں
یہ وقت کا جمود ہے ٹوٹے گا ایک دن
ہم جا رہے ہیں جانب منزل رکے نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر نے آج یہاں پر کہا کہ ماحول آلودہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا ٹائم ویسے ختم ہو گیا ہے صرف ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ اپوزیشن لیڈر نے آج یہاں پر کہا ہے کہ ماحول آلودہ ہے اور انہوں نے ہماری ایک بہن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں ان کا مشکور ہوں کہ میں انہیں پسند آیا ہوں۔ مجھے بڑا افسوس ہوا اور مجھے یہ بات کہہ لینے دیجئے کہ مجھے وزیر خزانہ سے گزارش کرنی ہے کہ 5 لاکھ روپے کی رقم PTI کے نوجوانوں کی وضع قطع درست کرنے کے لئے مختص کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، بہت شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک سکول تھا میں الیکشن کے دن وہاں پر گیا تو وہاں ہرنی کی چال سے اٹھکیلیاں بھرتی ہوئی بی بی آ رہی تھی تو میں نے کہا کہ بہن ذرا راستہ دیں۔ اس نے کہا کہ خبردار اگر مجھے بہن کہا میں تو بھائی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! شکریہ۔ بہت شکریہ۔ سردار شہاب الدین خان، تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر صلاح الدین خان، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب احمد خان بھچر، تشریف نہیں رکھتے۔ سردار محمد آصف نکئی، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب احمد خان بلوچ، تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ شوکت عزیز بھٹی!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ صبح اس کے گیت گاتی ہے، سورج ڈوبتا ہے تو اس کی تسبیح پڑھتا ہے، چرند پرند اس کے بول الاپتے ہیں، پتوں کی سرسراہٹ اس کی حمد گاتی ہے، میں اس اللہ تبارک و تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع کرتا ہوں۔ آقا مولا، سرور کائنات، امام المرسلین، خاتم النبیین، مولائے کل، محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام بھیجتے ہوئے بات کا آغاز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پانچ سال کا سیاسی دور گزرنے کے بعد پنجاب اور پاکستان کی عوام نے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پر، ان کی سوچ پر، ان کی سیاسی قیادت پر اعتماد کے بعد ایک بار پھر جو موقع دیا میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس پاکستان اور پنجاب کے عوام کے لئے جو بجٹ جس پر آج میں بحث کرنے جا رہا ہوں جسے وزیر خزانہ نے اس ایوان میں پیش کیا ہے یہ اس بات کا اعتماد ہے کہ جب سیلاب آیا تو ڈی جی خان، مظفر گڑھ، جنوبی پنجاب کے ان علاقوں میں جہاں اس وقت جانا مشکل تھا میرا قائد سات سات گھنٹے گاڑیوں کا سفر کر کے وہاں غریب کی کٹیا تک پہنچا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جب ہماری مائیں بہنیں اسی لاہور میں Hiace ڈبوں میں بری طرح گھس کر عزت اور وقار کو پامال کرتے ہوئے اپنی مزدوری کے ٹھکانوں پر پہنچتی تھی انہیں ایئر کنڈیشنڈ بسیں دیں، انہیں میٹرو بسیں دیں۔ اب وہ عزت اور وقار کے ساتھ اپنی نوکریوں پر پہنچتی ہیں۔ غریب آدمی اگر اپنی جاب کے لئے، اپنے حصول رزق کے لئے صحیح سلامت پہنچ جاتا ہے تو یہاں بیٹھے ہوئے غریب کے ہمدردوں کو دکھ پہنچتا ہے۔ میں ایک بات اس ایوان کی نذر کر دوں کہ جس آدمی نے یہاں غریب آدمی کی سستی روٹی کے پراجیکٹ کو صحیح طریقے سے deliver نہیں کیا تھا یہاں بیٹھے ہوئے اس اپوزیشن جماعت کے لیڈروں نے انہیں دوبارہ الیکشن لڑنے کے لئے ٹکٹ دیا۔ جو اس پنجاب میں انکم سپورٹ

پروگرام کو بہتر طریق سے نہیں چلا سکے اُسی ایس ایس اے حمید کو انہوں نے دوبارہ قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے کے لئے ٹکٹ دیا۔ یہ غریبوں کے ساتھ ان کا پیار اور محبت ہے۔ میرے قائد نے اندھیرے میں بسنے والے اس ملک کے نوجوان بچوں اور بچیوں کو سولر لیمپ دیئے۔ یہاں پر ابھی ایک ڈاکٹر صاحبہ اعتراض کر کے گئی ہیں کہ لیپ ٹاپ دیئے جاتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ 70 فیصد سے زیادہ نمبر لینے والوں کو دیئے جاتے ہیں۔ ایک بندوق چور اور ڈاکو بھی اٹھاتا ہے اور وہی بندوق بارڈر پر کھڑا جوان بھی اٹھاتا ہے جس کی وجہ سے رات کو آپ سکون کی نیند سوتے ہیں۔ یہ تربیت کی بات ہے، یہ سوچ کی بات ہے۔ اگر ان کا فن ایسا ہو کہ ماؤں اور بہنوں کو سٹیجوں پر نچا کر لوگوں سے ووٹ مانگیں تو یہ ان کا قصور ہے اور ہم علم کی روشنی جلا کر لوگوں کو سیدھی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ یہی میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بات غریب کی کی گئی، ان ہی کے قائد نے اعلان کیا تھا کہ میں اس ملک میں ہیلتھ انشورنس لے کر آؤں گا۔ ان ہی کی خیبر پختون خواہ میں حکومت ہے وہاں انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں صرف 50 کروڑ روپے ہیلتھ انشورنس کے لئے رکھے اور ہمارے قائد نے ہیلتھ انشورنس کے لئے 4۔ ارب روپے رکھے ہیں، ہم نے یہ مذاق نہیں کیا۔ ہم نے تعلیم کا بجٹ زیادہ کیا ہے، ہمارا اگر یہ قصور ہے تو یہ قصور ہم کرتے رہیں گے چاہے ہمیں جو مرضی سزا ملے۔ پاکستان اور پنجاب کی عوام نے ہمارے قائد پر اعتماد کیا، بے پناہ ووٹ دیئے اور اس جمہوری سسٹم پر اعتماد کا اظہار کیا۔ جو اس صوبہ کے ٹکڑے کرنے کی باتیں کرتے تھے ان کو ہی لوگوں نے reject کیا۔ یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نئے صوبے بنائیں گے اور ہم وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو قائداعظم نے ہمیں دیا ہے ہم اسے خوشحال بنائیں گے۔ ہماری سوچ جو ہماری وراثت ہے، قائداعظم محمد علی جناح نے جو ہمیں پاکستان دیا ہم اس کی خوشحالی اور مضبوطی کی بات کرتے ہیں۔ یہ یہاں ایک نیا ماڈرن ممی ڈیڈی پاکستان دینا چاہتے ہیں جس کی ہماری مذہبی ثقافت میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ انہیں تکلیف ہوتی ہے جب میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف غریب آدمی کے لئے سبسڈی رکھیں، اس سے ان کے سینوں میں درد اُٹھتا ہے۔ جب لگژری گھروں میں رہنے والوں سے ان کی کمائی نکال کر غریب کی جھونپڑی میں جائے تو انہیں درد ہوتا ہے۔ عملی طور پر وہ آج کے دن تک ثابت نہیں کر سکے کہ انہوں نے غریب کی بہتری کے لئے کوئی کام کیا ہے۔ اگر ہم نے پیسے رکھے ہیں تو وہ غریب کی فلاح و بہبود کے لئے رکھے ہیں اور اگر ہم نے صحت کے لئے پیسے رکھے ہیں تو غریب کے لئے رکھے ہیں۔ آپ کے پاس بہت بڑا institution ہے آپ بتا دیں کہ آپ نے کتنا

غریب آدمیوں پر صرف کیا؟اس ملک کے غریب اور یتیم مدرسوں میں پڑھنے والے بچوں کے نام پر جو کھالیں جایا کرتی تھیں وہ بھی آپ اپنے ماڈرن ہسپتال میں لے گئے۔ وہاں بھی آپ نے غریبوں کو کچھ نہیں دیا اور وہاں غریب دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔آپ نے ایک LUMS کے نام پر یونیورسٹی بنائی وہاں کتنے غریب آدمی تعلیم حاصل کر رہے ہیں یہ ریکارڈ پر لے کر آئیں ؟آئیں میں بتاتا ہوں کہ پنجاب کے سکولوں میں آئی ٹی لیپ ٹاپ دیئے، پنجاب کے سکولوں کو missing facilities دیں،انہیں اپ گریڈ کیا اور مزدور کے بچوں کو دانش سکول جیسے سکول میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع قابلیت کی بنیاد پر دیا۔آپ ایسا کوئی ایک کام تو بتائیں؟ تنقید برائے تنقید کرنے کے لئے سب کو موقع ملتا ہے لیکن میں یہ بتا دوں کہ اب پاکستان کے لوگ باشعور ہو گئے ہیں انہوں نے اس دفعہ کرپٹ لوگوں کو موقع دیا ہے اور نہ ہی ان ممی ڈیڈی لوگوں کو موقع دیا ہے۔ انہوں نے جو نئی سوچ لانی تھی اس کو پاکستان کی عوام نے reject کر دیا۔ پاکستان کی عوام نے گزشتہ پانچ سال میں میاں محمد شہباز شریف کے اس وژن کے ساتھ اپنا اعتماد بحال رکھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ wind up کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی:جناب سپیکر!

اس دیس پہ مولا کا کرم ہو کر رہے گا
یہ دہر کسی روز حرم ہو کر رہے گا
نہ گھبراؤ ایہہ زندگانی اس جور و جفا سے
سر جبر کا اکڑا ہوا خم ہو کر رہے گا
وہ وقت بھی آئے گا مظلوم پہ شوکت
جو ہاتھ اٹھے گا قلم ہو کر رہے گا

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے بھائی وزیر خزانہ نے fitness clubs پر ایک ٹیکس لگایا ہے اس لاہور میں دو واقعات ہوئے ہیں۔ایک سات سالہ بچہ علی رحمان سوئمنگ پول پر without life guard وہاں پر گرا اس کی تین جگہ سے بازو ٹوٹی۔ پچھلے دنوں لاہور کے ایک سکول میں ایک بچہ سوئمنگ کے دوران زندگی کی

بازی ہار گیا۔ میری وزیر خزانہ اور وزیر قانون سے گزارش ہے کہ اس معاملے پر توجہ دیں تاکہ ایسے واقعات دوبارہ پیش نہ آئیں۔انہیں کوئی لیگل حیثیت دی جائے تاکہ یہ جو کروڑوں روپے لے کر fitness clubs میں لوگوں کو ممبر شپ دیتے ہیں یہ کوئی مناسب بندوبست کریں تاکہ کسی ماں کی گود نہ اجڑے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کو note کیا جائے۔ جناب طارق مسیح صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔چودھری اشرف علی انصاری!

چودھری اشرف علی انصاری: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بولنے کا موقع دیا ہے کیونکہ میرے لئے یہ پہلا موقع ہے اس لئے میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے قائدین وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب بننے پر، پورے ایوان کو منتخب ہونے پر، آپ کو منتخب ہونے پر اور تمام وزراء کو منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمت اور توفیق دے کہ ہمارے قائدین کی محنت، جدوجہد اور ان کی good governance کی وجہ سے عوام نے ہم پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہم سب اس اعتماد پر پورا اتر سکیں۔ اپوزیشن کی طرف سے یہاں پر یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی گئی اور وہ یہ بات کرتے رہے کہ آج یہاں پر بھوک اور افلاس ہے۔انہوں نے کہا کہ شاید یہ جو بھوک اور افلاس ہے یہ دانش سکولوں کی وجہ سے ہے، لیپ ٹاپ دینے کی وجہ سے ہے اور سولر انرجی لیمپ دینے کی وجہ سے ہے تو میں اس معزز ایوان کی وساطت سے ان تک یہ بات پہنچانا بڑا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ جو بھوک اور افلاس ہے یہ دانش سکولوں کی وجہ سے نہیں ہے، یہ سولر انرجی لیمپ دینے کی وجہ سے نہیں ہے، یہ لیپ ٹاپ دینے کی وجہ سے نہیں ہے، یہ فری ادویات دینے کی وجہ سے نہیں ہے، یہ انفراسٹرکچر پر پیسا خرچ کرنے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ جو بھوک اور افلاس ہے یہ energy crisis کی وجہ سے ہے، یہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہے اور جن لوگوں نے لوڈ شیڈنگ پیدا کی، جن لوگوں نے energy crisis پیدا کئے ان لوگوں پر انہوں نے کبھی زبان نہیں کھولی اور ان پر انہوں نے کبھی تنقید نہیں کی کیونکہ یہ ایک ہی کچے چٹے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کی وساطت سے ان پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ بچے جن کو آج لیپ ٹاپ دیئے جا رہے ہیں، جو بچے دانش سکولوں سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں، جن کو آج سولر انرجی لیمپ دیئے جا رہے ہیں انشاء اللہ کل کو یہ بچے جب اعلیٰ تعلیم

حاصل کر کے میدان عمل میں نکلیں گے تو یہ ہمارے قائدین کے دست و بازو بن کر ملک اور قوم کی خدمت کریں گے۔ ملک اور قوم کو ان بحرانوں سے نکالیں گے، اس بھوک اور افلاس کو ختم کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات کے اندر وزیر خزانہ اور قائد پنجاب نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ تاریخ کا بہترین بجٹ ہے کیونکہ اس میں سارے طبقات کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں special persons کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں زمیندار کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں مزدور کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں سرکاری ملازم کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایلیمنٹری ایجوکیشن کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ سیکنڈری ایجوکیشن کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں ہائر ایجوکیشن کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے اور یہی وہ بجٹ ہے جس میں غریبوں کے علاج معالجے کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ ہر شعبہ زندگی کو پوری طرح facilitate کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات کے اندر یہ تاریخ کا بہترین بجٹ ہے۔ میں جناب قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کی پوری ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے بہترین بجٹ پیش کر کے پنجاب کے عوام کے دل جیت لئے ہیں اور پھر جس طرح ہمارے قائد نے پٹواری کلچر اور تھانہ کلچر کے خاتمے کی بات کی یہ پاکستان کی 66 سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہونے جا رہا ہے کہ ہمیں پٹواری کی غلامی سے نجات مل رہی ہے، 66 سال تک پٹواری اپنی مرضی کرتا رہا اور مرضی کی فیسیں وصول کرتا رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پٹواری کلچر سے نجات دلانا ہمارے قائدین کا اس ملک اور قوم پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ پھر جس طرح ہمارے قائدین تھانہ کلچر کی تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو یہ بھی پاکستان کی تاریخ کے اندر پہلی مرتبہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ میں ایوان کی وساطت سے آپ تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ چند دن پہلے میرے حلقہ کے اندر ایک موٹر سائیکل چوری ہو گئی انہوں نے ون فائیو پر کال کی۔ اگلے دن خادم پنجاب کی ان کو کال آجاتی ہے آپریٹر بولتا ہے اور کہتا ہے کہ لائن پر رہئے گا خادم پنجاب آپ سے بات کریں گے تو خادم پنجاب پوچھتے ہیں کہ آپ نے ون فائیو پر کال کی تھی تو کیا پولیس بروقت پہنچی؟ ان صاحب نے جواب دیا کہ جناب عالی پولیس بروقت پہنچی لیکن موٹر سائیکل ابھی تک برآمد نہیں ہوا تو قائد نے کہا کہ ایک نمبر آپ کو send کر رہے ہیں اور آپ نے ابھی اسی پر reply کرنا ہے تو تین منٹ بعد متعلقہ SHO کی کال آ گئی یہ پنجاب کے اندر پہلی مرتبہ ہو رہا ہے۔ میں اپنے قائدین کو جنہوں نے عوام کو دیگر سہولیات دینے کے ساتھ ساتھ ان کے جان و مال کے تحفظ

کو بھی یقینی بنا رہے ہیں اس پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ میرے قائدین نے مجھ پر بڑی شفقت اور بڑے اعتماد کا اظہار کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ جلدی wind up کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے معاون صحت کی حیثیت سے ذمہ داری نبھانے کا موقع ملا تو قائدین نے جس طرح dialysis اور فری ادویات کے لئے رقم رکھی ہے سچی بات ہے کہ یہ ملک اور قوم پر بڑا احسان ہے کیونکہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے فیکٹری، کارخانے اور صنعتیں بند ہو چکی ہیں، قوم بے روزگار ہو چکی ہے اور قوم دو وقت کی روٹی پوری کرنے سے قاصر ہے تو ایسے حالات میں قوم اپنے علاج معالج کی سہولتیں کس طرح پوری کر سکتی ہے؟ مجھے پتا ہے کہ جب ایک غریب بندہ dialysis کے لئے آتا ہے، جب DHQ ہسپتال گوجرانوالہ کے اندر اس کا فری dialysis ہوتا تھا تو وہ ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ کا شکر بھی ادا کرتا تھا اور ہمارے قائدین کے لئے دعا بھی کرتا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ فری ادویات اور dialysis کے لئے رقم رکھ کر قائدین نے ملک اور قوم کے ساتھ محبت کا عملی طور پر ثبوت دے دیا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب توفیق احمد بٹ!

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آج اس ایوان میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف باعمل وزیر اعلیٰ، جناب وزیر خزانہ، ان کی پوری ٹیم اور سرکاری افسران جو ان کے ساتھ ہیں ان کو ایک بہترین عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

اور کا پیام اور ہے میرا پیام اور ہے
نواز شریف کے چاہنے والوں کا طرز کلام اور ہے

جناب سپیکر! آج اس ایوان میں یہ خالی کرسیاں جو اپوزیشن کی ہیں میں ان کی خالی کرسیوں کی مذمت کرتا ہوں اور ان کے عوام دشمن روّیہ کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ میں زیادہ بات ان پر نہیں کروں گا کیونکہ ہم نے ان کو اتنی اہمیت نہیں دینی۔ پاکستان اور پنجاب کی بہادر عوام نے ان کو اپنے ووٹ کی طاقت سے مسترد کر دیا ہے لہذا ان پر بات کر کے ہم ان کی اہمیت کو دوبارہ کسی صورت میں اجاگر نہیں کریں گے۔ میں ان کے عوام دشمن روّیہ کی اس لئے پُرزور مذمت کرتا ہوں کہ قائد پنجاب میاں محمد شہباز

شریف اور وزیر خزانہ نے جس بہترین طریقے سے تاریخی بجٹ پیش کیا اس پر میرے تمام ساتھیوں نے بڑے اچھے انداز سے اس کی ساری باتیں بتائی ہیں۔ جس طرح انہوں نے غریبوں کے لئے ہیلتھ انشورنس کارڈ کے اجراء کا اعلان کیا ہے، جس طرح انہوں نے سادگی کی مثال قائم کرنے کے جو اعلانات فرمائے ہیں، جو وزراء اور اپنے اخراجات کو کم کرنے کے اعلانات فرمائے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جس طرح تھانہ کلچر، پٹواری کلچر اور جس طرح انہوں نے رمضان بازار کے سلسلے میں سستے بازاروں کے لئے فنڈز رکھے ہیں، جس طرح انہوں نے سولر انرجی لیمپ اجالا پروگرام کے تحت فنڈز رکھے ہیں، جس طرح دیہاتوں میں بھی واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کے لئے انہوں نے فنڈز رکھے ہیں میں اپنی حکومت اور اپنے قائد میاں شہباز شریف کو دل کی گہرائیوں سے پنجاب کے عوام کی طرف سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف پر تنقید کرنے والے لوگوں کو صرف یہ کہوں گا کہ ان کے دل میں غریبوں کے لئے کوئی رحم نہیں ہے اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ صرف زبانی جمع خرچ کرتے ہیں، زبانی دعوے کرتے ہیں اور بڑی بڑی خوبصورت باتیں کرتے ہیں۔ میں ان کے لئے یہ کہوں گا کہ میرے بھائیو! آپ جس طرح باتیں کرتے ہو اور KPK کی بار بار باتیں کرتے ہو، ہم نے تو اپنے ریکارڈ سے ثابت کیا ہے، ہمارے قائد نے تو اپنے ریکارڈ سے ثابت کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم اس ایوان میں تین سو سے زیادہ تعداد میں موجود ہیں یہ سب کچھ ہمارے کردار کی وجہ سے ہے اور ہمارے سابقہ ریکارڈ کی وجہ سے ہے۔ میں ان بے عمل لوگوں کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
بنجر ہی ہو اگر زمین تو برسات سے کیا ہوتا ہے

جناب سپیکر! قائد پنجاب کی طرح یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

ہے عمل لازم تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ تمہارے صرف رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

ہمارے قائد نے عمل کر کے ثابت کیا ہوا ہے۔ میں اب گوجرانوالہ کے عوام کی طرف سے جناب وزیر خزانہ، ان کی پوری ٹیم کو اور فخر پاکستان میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو سلام پیش کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا مشکور ہوں جنہوں نے ہمارے گوجرانوالہ کے ڈی ایچ کیو ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کا اعلان کیا ہے اور شیخوپورہ روڈ کو دو رویہ

کرنے کا اعلان فرمایا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمارے گوجرانوالہ میں سینکڑوں غریبوں کے لئے مکان بنا کر دینے کا اعلان فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی ہے گوجرانوالہ کی محبت کا جو گوجرانوالہ کی عوام نے مسلم لیگ (ن) کے ساتھ محبت کی ہے انہوں نے اعلان فرمایا ہے کہ گوجرانوالہ کو دارالخلافہ کے برابر درجہ دے کر ان کو جدید ترین سہولیات فراہم کریں گے جس کے لئے میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں اور ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، پیر کاشف علی چشتی صاحب!

پیر کاشف علی چشتی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں حکومت پنجاب، وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو محدود وسائل میں اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دینا چاہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پنجاب کے عوام کی بھاری اکثریت نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو ایک heavy mandate دیا ہے اور یہاں کے لوگوں کی یہ توقعات ہیں، یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) ہی ہے اور اس کی قیادت ہی ملک سے اندھیروں کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ یہ نہایت ہی خوش آئند بات ہے کہ اس بجٹ میں انرجی ڈیپارٹمنٹ اور پاور بورڈ کو یہ کام سونپا گیا ہے کہ مختلف طریقوں سے بجلی کے پلانٹس پر کام کیا جائے اس حوالے سے Hydel, coal, gas, bio gas and wind energy سے چلنے والے بجلی کے پلانٹس شامل ہیں۔ کسی بھی بجٹ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک ریونیو اور دوسرا expenditures۔ جہاں تک ریونیو کا تعلق ہے تو ہمارے 60 فیصد سے زیادہ وسائل وفاقی حکومت کے divisible pool سے آتے ہیں اور 14 فیصد کے قریب provincial resources سے حاصل کئے جاتے ہیں تو اس حوالے سے چند ایک نئی تجاویز بھی ٹیکس کے حوالے سے ہیں جن میں گھروں پر ٹیکس اور زرعی انکم ٹیکس میں اضافہ کی recommendation ہے۔ اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ زرعی شعبہ جو کہ پہلے ہی بہت زیادہ implicit and explicit taxation سے دوچار ہے اور ٹیکسوں کے بوجھ تلے پہلے ہی stagnate ہو رہا ہے تو اس حوالے سے کوئی بھی target set کرتے ہوئے یہ بات مدنظر رکھی جائے۔ اسی طرح پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے جو recommendations ہیں اس میں بھی اگر تاریخ خرید کے حوالے سے دیکھ لیا جائے کہ یہ پراپرٹی خریدی کب گئی ہے کیونکہ بہت سے ایسے بڑے گھر بھی ہیں جہاں پر ایک سے زائد خاندان رہتے ہیں۔ جہاں تک expenditures کا تعلق ہے، ان میں تین بڑے شعبہ جات جنرل، پبلک سروسز اور ٹرانسفر جس میں mainly transfer to local

Public Order and Safety, mainly Police and،ہےgovernment Prisons and Economic Affairsہیں، جن میں دیگر محکموں کو فنڈز دیئے گئے ہیں یہ تین ملا کرcurrent expendituresکا80 فیصد بنتا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ یہ جو اتنی بھاری رقم ہمیشہ لوکل گورنمنٹ، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ٹی ایم ایز کو جاتی ہے کیا اس سے عوام کوbenefitsپہنچتے ہیں؟ میرے اپنے حلقے میں گبولہ شریف بائی پاس روڈ جو کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اندر آتی ہے ایک لمبے عرصے سےmaintenanceمانگتی ہے لیکن وہ آج تکrepairنہیں ہو سکی تو ہمیں ضرورت ہے کہ ان ڈیپارٹمنٹس میں جہاںmisappropriationہے یا جہاںembezzlementsہو رہی ہیں یا اگر کرپشن ہے تو اسےminimizeکیا جائے تاکہ جو اتنی بڑیspendingہوتی ہے اس کاbenefitعوام تک پہنچے۔

اسی طرح ہمیں زراعت کے شعبے میں خصوصی توجہ دینی ہو گی۔ پچھلے ساٹھ سال میں بدقسمتی سے ہم لوگ زراعت، جس میں ہمیںcompetitive advantageتھا اس کو بھول کر انڈسٹری کوpromoteکرنے میں لگے ہوئے ہیں اور حال یہ ہے کہ دو ٹریکٹر کمپنیوں کو بچانے کی خاطر ملک کے پورے کسانوں کو جو لاکھوں کی تعداد میں ان کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور انہیں بھاری قیمت میں وہ ٹریکٹر خریدنے پڑتے ہیں۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اس ملک میں کسانوں کو ڈیوٹی فری ٹریکٹر مہیا ہوتے؟ اسی طرح جہاں انڈسٹری کوexport re-financeمیں آٹھ سے دس فیصد ریٹ پر قرضے دیئے جاتے ہیں وہاں کسانوں کو چودہ سے اٹھارہ فیصد تک قرضوں پر شرح سود دینی پڑتی ہے تو اس حوالے سے آئندہ کوئی خصوصی پروگرام کسانوں کے حوالے سے آنے چاہئیں۔ تعلیم کے حوالے سے میاں محمد شہباز شریف نے پہلے ہی بہت ہی خوش آئند اقدامات کئے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ آئندہ بھی جاری رہیں گے۔ اسی طرح ہیلتھ کے شعبے میں بھی ڈینگی کے تدارک کے حوالے سے انہوں نے جو خدمات کی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہBHU'sکو بھی سکولوں کی لائن پر اپ گریڈ کیا جائے گا تاکہ دیہی علاقوں میں صحت کی بہتر سہولیات مہیا ہو سکیں۔ آخر میںwind upکرتے ہوئے میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جوbudget formulation processہے اس میںLegislationکیparticipationکی زیادہ ضرورت ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہrudimentary discussionنہیں بلکہ سٹینڈنگ کمیٹی کےthroughکوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ جو بھی گرانٹس محکموں کی طرف سے آئیں وہ سٹینڈنگ

کمیٹیاں پہلے vet کریں اور اس کے بعد پھر وہ بجٹ کی statement کے اندر آئیں اور اس ایوان میں پیش ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر صاحب! بہت شکریہ۔ جناب شہزاد منشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ اس کے لئے ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اس میں سب سے زیادہ غریبوں کا خیال رکھا گیا ہے، لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس میں غریبوں کے لئے کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس بجٹ میں سب سے زیادہ غریبوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ ادھر یہ کہا گیا ہے کہ پولیس کے محکمے کو ٹھیک کرنا چاہئے تو ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا تو عزم ہی یہ ہے کہ انشاء اللہ یہ محکمے ٹھیک ہوں گے اور انہوں نے ہمیشہ میرٹ پر کام کیا ہے، پہلے بھی کیا ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہ میرٹ پر کام کریں گے۔

جناب سپیکر! پرویز الٰہی صاحب نے اتنے اچھے کام کئے ہوتے تو شاید ان کے ساتھ بیس عورتیں اور بیٹھی ہوتیں۔ یہ جو تنقید کرتے ہیں یہ تو اپوزیشن کا کام ہوتا ہے، اگر انہوں نے اچھے کام کئے ہوتے تو یہ اکیلی نہ ہوتیں ان کے ساتھ بیس اور لوگ ہوتے۔ یہ تو پرانی ریت ہے کہ جو ہار جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ دھاندلی ہو گئی لیکن اس دفعہ کے الیکشن کراچی کو نکال کر پورے پاکستان میں اتنے شفاف الیکشن ہوئے ہیں کہ ہم اس پر الیکشن کمیشن کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میرا تعلق بھی راولپنڈی شہر سے ہے اور راولپنڈی شہر میں جتنے ترقیاتی کام ہوئے ہیں اس کا کہیں ریکارڈ نہیں ملتا۔ ماشاء اللہ ایک کارڈیالوجی ہسپتال بنا ہے وہ دیکھنے والا ہے۔ وہاں پر تمام عوام چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہتے کہ اتنا اچھا کارڈیالوجی ہسپتال بنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت بیس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ تحسین فواد: اس کے علاوہ راولپنڈی کینٹ اور شہر کے لئے اتنے زیادہ فنڈز ملے ہیں۔ جو شیلی تقریر کرنے کے لئے شاید یہ ضروری تھا کہ راولپنڈی میں فنڈز نہیں ملے لیکن میں راولپنڈی کے حوالے سے عرض کر دوں کہ ماشاء اللہ بہت فنڈز ملے ہیں۔ میں بس اتنا ہی کہنا چاہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب رمیش سنگھ صاحب!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: اِک اونکار سَت نام کرتا پُرکھ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سے بھنگ گور پرشاد۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞

پہلے میں نے جو verse پڑھی یہ میں نے گورو گرنتھ صاحب کی verse پڑھی ہے اور اس کو میں نے عربی میں translate کیا ہے جس کے same meanings ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرے اور بھی بہت سے ممبران بیٹھے ہیں۔ جس طریقے سے سب بسم اللہ پڑھتے ہیں اس طریقے سے میں نے بھی اپنا آغاز کیا ہے۔ آج میں یہ چیز ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ 1947 کے بعد یہ پہلی دفعہ ہے کہ سکھ community کی representation اس مقدس ایوان میں کھڑے ہو کر آج speech کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ credit پاکستان مسلم لیگ (ن)، میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے کہ انہوں نے سکھ community جو کہ پچھلے ساٹھ سال سے excluded تھی، ان کی representation پنجاب اسمبلی میں نہیں تھی، موقع بخشا اور آج یہاں سکھ community کی representation آئی۔ اس کے بعد میں اپنے topic پر آتے ہوئے عرض کروں گا کہ وزیر خزانہ نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا جس پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ایک متوازن بجٹ پیش کیا جس میں ایجوکیشن پر 26 فیصد، ڈویلپمنٹ پر 32 فیصد فنڈز کی allocation کی تاکہ ہمارا جو صوبہ پنجاب ہے جس کا پچھلے پانچ سال کا track record ہے جہاں پر بہت زیادہ ڈویلپمنٹ ہوئی ہے۔ اب ہم اس کو راولپنڈی سے راجن پور تک دیکھتے ہیں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جس طریقے سے ڈویلپمنٹ ہوئی اسی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اگلے پانچ سال کے لئے عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ میں اس پر وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وومن ڈویلپمنٹ کے بارے میں عرض کروں گا کہ Women Empowerment project جس پر آج ہمارے اپوزیشن بنچوں کے معزز ممبران کی طرف سے کچھ سوالات کئے گئے اور ان کی viability کی scalability کی باتیں کی گئیں، بذات خود میں نے یہ experiment کیا ہے، اگر انہوں نے budget document پورا پڑھا ہوتا جس میں Public Private Partnership کی بات کر رہے ہیں اور اس میں جو good practices

ہیں ہم ان سے سیکھ کر یہ further implement کریں گے۔یہ جو وومن ڈویلپمنٹ والے فنڈ میں ایک بلین روپے ہم اگلے ایک سال میں خرچ کریں گے۔وہ خواتین جو marginalized ہیں، ہماری ایک معزز ممبر جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے انہوں نے اس پر ایک سوال کیا تھا کہ اس وقت جو پانچ کروڑ خواتین ہیں اور ہم جو وومن ڈویلپمنٹ کے لئے funds allocate کر رہے ہیں یہ ان خواتین کے لئے ہیں جو marginalized ہیں اور below poverty line ہیں اس کے لئے further criteria develop کرنا ہوگا کہ کن کو یہ دینا ہے؟ basically assets transfer grant ہے جس سے ان کا معیار زندگی بہتر کیا جائے گا اور یہ ایک پائلٹ پراجیکٹ ہے جب یہ successful ہو جائے گا تو certainly ہم اس کو scalability کی طرف لے کر جائیں گے۔اگر ہمارے معزز ممبران نے اس کو دیکھا ہوتا تو آج شاید وہ اس کی viability کا سوال نہ کرتے اور یہ Asian Development Bank نے بہت سارے پراجیکٹس پاکستان میں implement کئے ہیں اور خاص طور پر South Punjab میں ایسے بہت سارے پراجیکٹس بنائے ہیں اور ان کے اچھے نتائج بھی آئے ہیں۔اس کے بعد یہاں پر پٹواری سسٹم اور پولیس کلچر کی بھی بات ہوئی اس پر تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو خادم اعلیٰ ہیں ان کا اس بارے میں بڑا واضح بیان ہے اور statement ہے کہ ہم اس سسٹم کو change کر رہے ہیں۔وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ ہم restructuring کی بات کریں اور اس دفعہ جو نئی بات اس میں آئی ہے وہ Key Performance Indicator ہے۔اس وقت ہمارے جتنے بھی محکمے کام کر رہے ہیں ان کی performance کو judge کرنے کے لئے ہم نے Key Performance Indicator Develop کر دیئے ہیں، ان کی performance پر ان کو engage کریں گے۔جو ادارے perform نہیں کر رہے ان کی efficiency ٹھیک نہیں ہو گی تو ان کو discourage کریں گے۔اسی طرح police searching کی بات کی جا رہی ہے اور ان کی capacity building کی بھی بات کی جا رہی ہے۔میرے خیال میں اس میں بھی تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت ہے جس کے لئے ہم تیار ہیں۔

جناب سپیکر!ایک چیز جس پر مجھے ذاتی طور پر دُکھ ہوا اور یہ بات اپوزیشن بنچوں کی طرف سے آئی ہے، اسی طرح باقی Non-Muslim Colleagues جو یہاں پر بیٹھے ہیں شاید انہوں نے بھی اس چیز کو feel کیا ہوگا۔اگر ہم بات کرتے ہیں پاکستان مسلم لیگ(ن) کی میاں محمد نواز شریف صاحب کی تو انہوں نے سب کو include کیا۔آج ایک سکھ community کی representation کی بھی

inclusion ہے۔ بلوچستان میں Nationalist کا آنا بھی ایک inclusion ہے۔ اسی طریقے سے ہم نے سب کو include کر کے ایک پاکستانی کی بات کی ہے۔ آج جب انہوں نے اپنی تقریر میں اقلیت کی بات کی تو پھر وہ ہمیں isolation میں لے گئے ہیں، اقلیت فنڈ کی بات کر کے وہ ہمیں isolation میں لے گئے ہیں اور انہوں نے discrimination کی بات کی ہے۔ رمیش سنگھ اروڑا یا میرے باقی جو colleagues ہیں ہم سب پاکستانی ہیں اور ہم ڈویلپمنٹ کی بات کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر ہم یہاں پر بیٹھ کر پاکستان کی ترقی کے لئے contribute کرتے ہیں تو as a Pakistani کریں گے۔ میرے خیال میں یہ کہنا کہ یہ اقلیت ہے اور ہم اکثریت ہیں. That is not fair اور مجھے اس چیز کا دُکھ ہوا اور میں احتجاج کرتا ہوں اس لفظ پر اور میں اپنے اپوزیشن بنچوں سے request کرتا ہوں کہ انہوں نے آج اقلیت کا جو لفظ use کیا ہے اس لفظ کو واپس لیں۔ اس لفظ سے نہ صرف میری دل آزاری ہوئی ہے بلکہ باہر جو message جا رہا ہے because جس دن سے میں نے oath لیا ہے تو باہر ایک ہی message جا رہا ہے کہ ہم سب پاکستانی ہیں، ہم سب نے پاکستان کی ڈویلپمنٹ کے لئے مل کر contribute کرنا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس طرح سے اور اس طریقے سے اس مقدس ایوان میں کھڑے ہو کر اقلیت یا اکثریت کی بات کرنا جس طرح سے ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبر نے بات کی، پنجاب کو تین حصوں میں divide کرنے کی بات کی گئی ہے۔ اسی طریقے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پاکستانیوں کو اقلیت اور اکثریت کہہ کر ان کو divide کر کے discrimination کرنے کی بات کی گئی ہے۔ اس پر مجھے ذاتی طور پر بھی دُکھ ہوا ہے اور اس کے ساتھ میرے باقی colleagues کو بھی دکھ ہوا ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب کانجی رام صاحب!

جناب کانجی رام: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں 14-2013 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سلسلے میں جناب وزیر خزانہ، ہماری ٹیم اور ان کے ساتھ ان کی جو ٹیم ہے اور خادم اعلیٰ پنجاب کو عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جس طرح سے بجٹ میں میرے مسلم بھائیوں کے لئے رمضان بازار کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے اور دوسرا میرے Christian بھائیوں کے لئے کرسمس بازار کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے میں یہاں پر اپنے وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ پاکستان میں رہنے والے ہندو بھائیوں کے لئے بھی ان کے جو مذہبی تہوار ہیں جیسے دیوالی اور ہولی کے تہواروں پر بھی ایسے بازاروں کے قیام کا اعلان کیا جائے۔ پچھلے سال جو بجٹ پیش ہوا

تھا اس میں اقلیتوں کے جو مذہبی تہوار تھے اس سلسلے میں ان کے لئے financially طور پر 32 کروڑ روپے مختص تھے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ اس دفعہ بھی وہ فنڈز مختص کئے جائیں اور اس مد پر نظر ثانی کی جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب شہزاد منشی صاحب!

جناب شہزاد منشی: میں اپنے آقا اپنے مالک اپنے خداوند یسوع المسیح کے نام سے جس کی وجہ سے آج میں اس ایوان میں ہوں، اس اعلیٰ شخصیت کے نام سے اپنی تقریر کا آغاز کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھ جیسے ایک کارکن پر اعتماد کر کے مجھے اس ایوان کا حصہ بنایا۔ بات ہو رہی ہے بجٹ پر، پیشتر اس کے کہ میں بجٹ پر بات کروں میں اپنی قیادت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین بھی پیش کروں گا اور مبارکباد بھی پیش کروں گا، اس بھاری Mandate کے لئے جس پر ہماری عوام نے ان پر اعتماد کیا۔ وفاق اور صوبائی سطح پر بھی ان کو حکومت بنانے کا موقع بخشا۔ میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی ان محبت بھری باتوں کا چھوٹا سا بیان کرتا چلا جاؤں گا کہ بانی پاکستان کے تمام پاکستان میں بسنے والی communities کے لئے جو نظریات تھے وہ تمام قوموں کے ساتھ مساوی حقوق کی بات کرتے تھے اور اب میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے اس پر عمل پیرا ہو کر میرے پیارے بھائی کامران مائیکل جو کہ ایم پی اے تھے تو سب سے پہلے ان کو صوبائی وزیر بنا کر نہ صرف صوبائی وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور بنایا بلکہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے پہلا صوبائی وزیر خزانہ بنا کر discrimination کے خاتمہ کا آغاز کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ سینیٹ میں سب سے پہلے کامران مائیکل جو کہ ایک مسیحی نوجوان ہیں ان کو سب سے پہلے سینیٹ کا ممبر بنایا اور اب بھی انہوں نے discrimination کے خاتمہ کے لئے وفاقی سطح پر ان کو Minister for Ports and Shipping بنا کر discrimination کے لفظ کو ختم کیا۔ میرے خیال میں یہ پہلا مسیحی نوجوان ہے جسے ہماری اعلیٰ قیادت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے پورٹ اینڈ شپنگ کا منسٹر بنایا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کی محبتوں اور پیار کا نتیجہ آج اس ایوان میں خوبصورت پھولوں کا گلدستہ ہے جس میں چھتیس اضلاع سے ممبران موجود ہیں اور پھولوں کے اس گلدستہ میں ہماری کمیونٹی ہندو، سکھ اور کرسچین کو سجا کر اور بھی خوبصورت بنا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی محبتوں کی باتیں پاکستان میں

بسنے والی ساری کمیونٹی کی طرف سے بیان کرتا چلا جاؤں تو وہ کم نہ ہوں گی لیکن یہاں پر ہمارے دوستوں نے بھی ایک بات کی اور میں بھی آپ کے توسط اور وزیر خزانہ کی ایوان میں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کرتا چلا جاؤں کہ ووٹنگ کے لحاظ سے ہماری کمیونٹی جو یہاں بیٹھی ہے وہ بہت کم نظر آتی ہے لیکن تعداد بہت زیادہ ہے۔ہماری قیادت کی ہمارے ساتھ جو محبتیں ہیں میں وہ آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے پچھلے سال جو بجٹ کی ratio رکھی گئی ہے اسے بڑھایا جائے کیونکہ ہمارے لوگ بڑے متوسط اور پسے ہوئے ہیں ان کے لئے جو فنڈز کی ratio رکھی جاتی ہے وہ بہت کم ہے جس میں churches ہیں graveyards ہیں اور اسی طرح ایجوکیشن کے معاملات ہیں۔میں یہ بات کرتا چلا جاؤں کہ بجٹ میں تعلیم، صحت اور سپورٹس کے لئے بہت زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے استدعا کرتا ہوں کہ تعلیم، صحت اور سپورٹس میں پنجاب میں بسنے والے ہندو، سکھ اور کرسچین کے لئے ایک واضح پالیسی بھی بتائی جائے تاکہ ہم ان کے جو نمائندے ہیں ان کو بتا سکیں۔ ہمارے لوگوں کی ہمارے قائدین تک direct رسائی نہیں ہوتی لیکن ہم ان کے اور پبلک کے درمیان ایک gateway ہیں اگر وہ چیزیں ہم تک پہنچیں تو ہم اپنے لوگوں کو آگاہی دے سکتے ہیں۔ہماری عوام کا قیادت پر اتنا زیادہ اعتماد ہے کہ وہ اپنی جانیں بھی نثار کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں جیسا کہ پاکستان کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ چاہے وہ تعلیمی میدان ہو، صحت کا نظام ہو یا ملٹری کا نظام ہو ہر مقام میں محب الوطنی اور پاکستان کا خیر خواہ ہونے میں ہم سب کا کردار پس پردہ نہیں بلکہ سامنے ہے۔ہم ہر لحاظ سے محب وطن ہیں پاکستان کے شہری ہیں اور پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے جان دینا جانتے ہیں اس لئے میں بڑی عزت واحترام سے استدعا کرتا ہوں کہ تعلیم، صحت اور سپورٹس میں ہمیں واضح پالسی بتائی جائے تاکہ ہم اپنے لوگوں کو اس سے آگاہی دے سکیں۔میری طرف سے آپ کو اور ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام منسٹر صاحبان کو بہت بہت مبارک ہو۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب عبدالرؤف مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!جناب سپیکر!میں خاص طور پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب تقریر کے لئے میرا نام پکارا گیا تو اس وقت میں نماز کے لئے اُٹھ گیا تھا۔بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع دیا۔میں 14-2013 کے بجٹ کے حوالے سے جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت متوازن بجٹ پیش کیا جس میں تمام وسائل کو مسائل کے حل کے لئے استعمال کیا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ایسا بھی نہیں کہ اخراجات زیادہ کئے ہوئے ہیں اور پنجاب کو زیر بار

کر دیا ہو یا قرض اٹھائے ہوں۔اعتراض کرنے والے تو اعتراض کرتے رہتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ہر معاملے میں کفایت شعاری کی ہدایات جاری کی ہیں اسی طرح مجھے یاد ہے کہ 99-1997 کے دور میں بھی میاں صاحب نے بحیثیت وزیر اعلیٰ میڈیکل میں وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ کا جو کوٹا تھا اسے بھی ختم کر دیا تھا اور انہوں نے تمام تر مفادات عوام کے لئے مختص کر دیئے تھے۔اسی طرح وزیر اعلیٰ کے آفس اور باقی محکموں کے اخراجات محدود کرنے کے لئے جو احکامات جاری کئے گئے ہیں وہ بھی اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ میاں صاحب تمام تر فائدے عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں اور درمیان میں اخراجات میں جو زیادتی ہے اسے روکنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گوجرانوالہ کے قریب جو کارڈیالوجی سنٹر بن رہا ہے میاں صاحب نے جو اس کے حوالے سے حکم جاری کیا ہے کہ اسے ہر لحاظ سے مکمل کر کے in function کیا جائے میں اس پر حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جیسا کہ گوجرانوالہ، ملتان، راولپنڈی اور فیصل آباد کے متعلق حکم فرمایا گیا ہے کہ ڈویلپمنٹ اور سہولتوں کے حوالے سے انہیں بھی لاہور کے level پر لایا جائے گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا قدم ہے۔جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تمام تر کام لاہور میں ہو رہے ہیں بلاشبہ پچھلے پانچ سالہ دور کے آخری دو سال میں گوجرانوالہ میں بہت ترقیاتی کام ہوئے ریلوے سٹیشن اور ریل بازار کے پاس جو انتہائی رش والے علاقے تھے وہاں فلائی اوور بننے سے ٹریفک کا معاملہ بہت sort out ہوا ہے۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اور خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف صاحب نے گوجرانوالہ کو میڈیکل کالج کے تحفہ سے نوازا، الحمد للہ آج میڈیکل کالج کی عمارت کا structure بہت بلند ہو چکا ہے مجھے توقع ہے کہ یہ عمارت اس سال in function ہو جائے گی۔ وزیر خزانہ یہاں بیٹھے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کی آمدہ ضروریات پوری کرنے کے لئے خصوصی نظر رکھی جائے۔پولیس سٹیشنوں میں سے سو پولیس سٹیشن ماڈل بنانے پر میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جو یہ عزم ہے کہ ہم ہر تھانے کو ایک ماڈل اور مثالی تھانہ بنائیں گے اور روایتی تھانہ کلچر ختم کریں گے۔ پٹوار کا جو روایتی کلچر ہے اسے بھی ختم کرنے کے لئے ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے وہ بھی انتہائی قابل تحسین ہے۔اس کے علاوہ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت گوجرانوالہ میں جو مسائل ہیں ان پر بھی جاتے جاتے بات کروں کہ راولپنڈی بائی پاس پر انتہائی رش رہتا ہے خاص طور پر تین چار بجے سے لے کر مغرب تک بلکہ عشاء تک متواتر رش رہتا ہے۔میری استدعا ہے کہ وہاں پر ایک انڈر پاس کی انتہائی

ضرورت ہے اس سے وہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور گوجرانوالہ کے اندر سے گزرنے والی جو جی ٹی روڈ ہے اسے راولپنڈی بائی پاس سے لے کر چند داقلعہ تک کی دوبارہ carpeting کی جائے چونکہ وہ بڑی دیر سے خستہ پڑی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب عبدالروف مغل: مہربانی۔ میں زیادہ وقت نہیں لیتا اور دوبارہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی۔ اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 21۔جون 2013 صبح 9.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ بہت شکریہ